THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵


قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

# الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔


ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان۔





نمبر ۳۸-۳۹ | مورخہ ۱۴/۱۷ نومبر ۱۹۲۱ء | مطابق ۱۳/۱۶ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ | جلد ۹


## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طبیعت ایام زیر رپورٹ میں نسبتاً اچھی طرح رہی۔ اور حرارت کم ہوئی ٭

جناب مولوی محمد دین صاحب کے سکول چھوڑنے پر ۹ نومبر کو عصر کے بعد طلباء ہائی سکول نے ٹی پارٹی دی۔ اور سٹاف و طلباء کی طرف سے علیحدہ علیحدہ ایڈریس پڑھے گئے ٭

۱۱۔ نومبر ۱۱ بجے ۲ منٹ کے لئے جنگ کی ہنگامی صلح کی یادگار کے طور پر شہنشاہ معظم کی منشاء کے مطابق کام بند کیا گیا۔ جس کے متعلق جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن نے خاص اطلاع شائع کی تھی ٭

قاضی اکمل صاحب چند دن کے لئے وطن تشریف لے گئے ہیں ٭

## نامۂ نیّر

### گولڈ کوسٹ میں دورہ
### ایک دن میں ۸ نو مسلم
### نائجیریا سے خوش کن خبریں

**میرا دورہ** جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ میں حسب پروگرام دورہ کر رہا ہوں۔ اور ایام زیر رپورٹ میں ۱۱۰ میل کا سفر موٹر پر اور ۱۰ میل کے قریب پیدل کیا۔ اس سفر میں ۴ مقامات پر ۷ جلسے ہوئے۔ اور پانچ تقریریں کی گئیں۔ یہی لوگ اسلام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اور اسلام سے نفرت جو تعلیم یافتہ مسیحی کو تھی رفتہ رفتہ دور ہو رہی ہے۔ بت پرست لوگ سارو عوام ہر ایک کی روش دوستانہ ہے۔ باوجود اسلام کی سخت پابندیوں کے اللہ تعالےٰ سے امید ہے کہ بکثرت لوگ اسلام لائیں گے ٭

یوں تو آئے دن کوئی نہ کوئی شخص مسلمان ہوتا رہتا ہے مگر اس سفر میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت سعید ارواح نے کلمہ طیبہ پڑھکر قبولیت اسلام کا شرف حاصل کیا۔ ان میں ایک رئیس یعنی ایک گاؤں کا با اختیار رئیس جسے اختیارات عدالت بھی حاصل ہیں۔ حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے۔ چونکہ فانٹی نام ثقیل ہیں۔ اور میں نقل بھی نہیں کر سکتا۔ اسلئے نو مسلموں کے اسلامی ناموں کی فہرست بطور نمونہ دیتا ہوں۔ بعض نام متواتر آ گئے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ لوگ لمبے نام یاد نہیں رکھ سکتے۔ اور جھٹ تھوڑی دیر بعد آ کر پھر دریافت کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات وہی نام چاہتے ہیں۔ جو دوسرے مرد یا عورت کا رکھا گیا ہو۔ ہر شخص کو

اس کا نام کاغذ پر لکھ دیا گیا ہے۔ تا کہ یاد کرے۔ اس دورہ میں اللہ کے فضل سے ۸۰ مرد و زن و بچے اسلام لائے۔ اور ان کی فہرست حسب ذیل ملاحظہ ہو:۔

## ۸۰ نو مسلم

(۱) چیف داؤد احسن ایسل سوئم (یہ چیف انگریزی بولتا اور عیسائیت سے خوب واقف ہے)
(۲) حسن (۳) حسین (۴) ابراہیم (۵) عمر (۶) مریم
(۷) سلمہ (۸) سلیمان (۹) علی (۱۰) کلثوم (۱۱) خدیجہ
(۱۲) مہدی (۱۳) حق (۱۴) فاطمہ (۱۵) ہارون (۱۶) عباس
(۱۷) صالحہ (۱۸) آمنہ (۱۹) زینب (۲۰) ہاجرہ (۲۱) اسمٰعیل
(۲۲) طاہر (۲۳) حبیبہ (۲۴) مجیدہ (۲۵) عائشہ (۲۶) محمود
(۲۷) عباس (۲۸) طلحہ (۲۹) زینب (۳۰) امینہ (۳۱) ہاجرہ
(۳۲) عائشہ (۳۳) حبیبہ (۳۴) سعیدہ (۳۵) طاہرہ (۳۶) مبارکہ
(۳۷) اسحاق (۳۸) نصرت (۳۹) فاطمہ (۴۰) یونس (۴۱) ناصرہ
(۴۲) سیدہ (۴۳) صفیہ (۴۴) میمونہ (۴۵) رحمت (۴۶) مریم
(۴۷) فاطمہ (۴۸) سلیمان (۴۹) صدیقہ (۵۰) حوّا (۵۱) امینہ
(۵۲) آمنہ (۵۳) آسیہ (۵۴) ابراہیم (۵۵) یحییٰ (۵۶) یوسف
(۵۷) میرزا (۵۸) نیّر (۵۹) صادق (۶۰) موسیٰ (۶۱) قادیان
(۶۲) رشیدہ (۶۳) اقبال (۶۴) زبیر (۶۵) سعیدہ (۶۶) مبارک
(۶۷) حلیمہ (۶۸) راشدہ (۶۹) رقیہ (۷۰) عصمت (۷۱) زینب
(۷۲) یعقوب (۷۳) رابعہ (۷۴) عیسیٰ (۷۵) سائرہ (۷۶) ادریس (۷۷) مبارکہ
(۷۸) ناصرہ (۷۹) فاطمہ (۸۰) یونس ۔

## راستہ کا تجربہ

۱۱۰ میل کا سفر جو موٹر پر کیا۔ اس میں قابل ذکر صرف ایک امر ہے کہ موٹر ایک جگہ سڑک کی خرابی کے باعث دو دفعہ کیچڑ میں ایسی پھنسی کہ قریباً اٹھا کر باہر نکالنی پڑی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر دو مرتبہ ایسا سامان کر دیا کہ انجنیئر جس سے مجھے ذاتی تعارف ہے۔ بذات خود موجود تھا۔ اور اسلئے دیہاتی لوگ بغیر تعداد مدد کر سکے۔ پیدل سفر میں جو اس مرتبہ عجیب تجربہ ہوا۔ وہ یہ کہ قافلہ کی قریباً نصف میل لمبی قطار جنگل میں سے صرف ایک پتلی پگڈنڈی پر چلتی ہوئی گذری۔ راستہ کا نصف ایسا تھا۔ کہ بارش کے سبب اوپر بھی پانی اور نیچے بھی پانی اور تنگ پگڈنڈی گویا ایک بدرو تھی۔ جس کے دونو طرف ٹانگیں چوڑی کر کے ایک پاؤں ادھر اور ایک پاؤں اُدھر رکھ کر چلنا پڑتا تھا۔ کبھی کبھی لوگ اٹھا کر مشکل جگہ سے پار کر دیتے تھے۔ جاتے وقت تو بارش تھی۔ مگر آتے وقت سورج تیز ہو گیا

اور ایک طرف پسینہ تنگ کرتا تھا۔ دوسری طرف خون آشام مکھی بار بار حملہ کرتی تھی۔ اور کتنی دیر تک اس نے پیچھا نہ چھوڑا اس حالت میں اللہ کا فضل اور ایمان ہی کام دیتا ہے۔ اور دونو خوب کام آئے۔ الحمد للہ۔ ہاں ایک دو دریا بھی راستہ میں آئے۔ ایک بار میں نے ساتھیوں کی جماعت کو پانچ مرتبہ ناؤ میں چڑھتے اُترتے دیکھ کر خلاف محاورہ ناؤ میں سب سے پیچھے چڑھنا پسند کیا۔

## ایک اور چیف کی بیعت

ہمارے فانٹی دوستوں میں سے ایک رئیس نے تا حال بیعت نہ کی تھی اس کے لئے کوشش جاری تھی۔ الحمد للہ کہ وہ بھی حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو سنکر رسالہ احمد المسیح الموعود کا مطالعہ کر کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہو گئے ہیں۔ وہ اپنی قوم کی مردم شماری کر رہے ہیں اور لکھتے ہیں کہ بعد مردم شماری حضور خلافت میں تعداد عرض کرنے کے لئے صحیح اعداد ارسال کرونگا۔ احباب ان کی استقامت کے لئے دعا فرماویں۔

## مزے کی بات

میرے استقبال پر ہر جگہ نوجوان کلمات عربیہ پڑھکر اظہار خوشی کرتے ہیں۔ ہر گاؤں میں اعلان سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کے پڑھنے سے کیا جاتا ہے۔ اور سب سمجھ لیتے ہیں کہ White man یعنی سفید مولوی آگیا ہے۔ دلچسپ یہ ہے۔ کہ میں نائجیریا میں ' الفا ' تھا۔ مگر گولڈ کوسٹ ' آسافون ' ہوں۔ اور انگریزی دان ہر جگہ ' فادر ' کہتے ہیں۔ مگر ہاں اب کے مرتبہ جو کلمات وردی والے نوجوانوں نے پڑھے انہیں کلمات حسب ذیل تھے:۔

قد جاء ماوعد اللہ مرحبا بك یا ضیف اللہ

ان کلمات نے مجھے اللہ تعالیٰ کے مسیح کے وعدوں کے سچے ہونے اور محمد رسول اللہ کی پیشگوئیوں کی صداقت پر توجہ دلائی۔ اور میں نے خوشی کے آنسو بہائے۔

## ترجمان کی مشکلات

ان ملکوں کی دیگر مشکلات کے علاوہ جنمیں مچھر خوراک ہے ایک بڑی مشکل زبان سے اجنبیت ہے۔ ترجمان زبان ہے۔ اگر وہ ذرا ادھر اُدھر ہو جائے۔ تو سب کام ادھورا اور نامکمل رہ جاتا ہے۔ چنانچہ آخری دورہ میں ایک مقام پر ترجمان کہیں باہر چلا گیا۔ اور ایک عورت سلمان ہونے کے لئے آگئی

اب ترجمان مسیحی تھا۔ اس نے حق ترجمانی دیانت سے ادا کیا اور بڑھیا اسلام لائی۔ مگر مسیحی ترجمانوں کا سب سے بڑا جو تجربہ ہے وہ یہ ہے کہ جہاں اللہ یا نبی آئے۔ وہاں وہ Christ کرائسٹ ترجمہ کرتے ہیں یا جیزز کرائسٹ Jesus Christ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک نہ کوئی اور خدا ہے اور نہ کوئی نبی۔ ایسا ہی دوسرے ادھوری انگریزی جاننے والے ترجمان کا حال ہے۔ ایک بار میں نے کہا (ہوس) house لے لیا ہے یعنی مکان کرایہ پر لے لیا ہے۔ ترجمان نے ترجمہ کیا کہ ہوسا (Hausa) نوکر رکھ لیا ہے۔

## کام انتظام اور اخراجات

چونکہ یہاں کے لوگ نہ ایک جگہ رہتے ہیں۔ نہ سب کے سب اسلام جانتے ہیں۔ صرف ۱۵۰ لوگ بموجب گذشتہ مردم شماری میرے آنے سے قبل مسلمان تھے۔ اور قریباً ۵۰ آدمی نماز و احکام اسلام سے واقف ہیں۔ باقی تمام بت پرستوں سے ذرا بہتر ہیں۔ اب مساجد جگہ جگہ تعمیر کی جا رہی ہیں۔ اور عربی دان نوجوانوں کی ایک تعداد مبلغ کلاس میں داخلہ کے لئے مدعو کی ہے۔ اب تک تین نوجوان داخل ہو چکے ہیں۔ اور قرآن۔ حدیث۔ فقہ بخصوص مسائل احمدیت پر سبق شروع کر دیئے گئے ہیں۔ یہ نوجوان بہت ذہین ہیں۔ انشاء اللہ جلد ترقی کرینگے۔ مگر اخراجات کا سوال بیڈ ڈھب ہے یہاں کے لوگ باقاعدہ چندوں کے عادی نہیں۔ موٹر کا کرایہ تک بھی نہیں دے سکتے۔ طلباء کا خرچ بھی مشن پر ہے۔ ۵۰۰ روپیہ ماہوار سے کم خرچ پر یہ مشن نہیں چل سکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں گولڈ کوسٹ کو بیرونی امداد کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ مشن مرکز کو مدد دیسکیگا۔ مقامی سفید مبلغ یعنے یہاں ایک مخصوص مشنری کی ضرورت ہے۔ جو جلد آنا چاہیئے۔

## نائجیریا سے اچھی خبریں

سکرٹری صاحب جماعت لیگوس لکھتے ہیں مستورات و مردوں کے درس جاری ہیں لیکچر ہر روز ہوتے ہیں۔ جماعت کا بڑا جلسہ ہوا۔ اور مسجد کی توسیع اور ایک اسکول کے جاری کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ لوگوں نے اخلاص سے چندہ دیا ہے۔ ۲۱ پونڈ سے لیکر ۶ پنس تک چندہ کی مقدار تھی۔ ۲۲۱ پونڈ چندہ کیا گیا۔ لوگوں کو آپ سے محبت ہے۔ لیگوس کے گھروں میں آپ کا ذکر ہوتا ہے جلسہ میں آپکے نام پر ۲ گنی چندہ دیا گیا۔ اور ایک رومال جس کی قیمت ۲ شلنگ تھی۔ ۵ شلنگ پر خریدا گیا۔ اور ایک خاتون نے ایک ٹمبلر جو کی قیمت ۲ شلنگ تھی خرید کر ابھی بغرض چندہ نیلامی چندہ میں ہے جو جلسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الفضل

قادیان دارالامان - ۱۴ - نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

## سُنّت نبوی اور مسٹر گاندھی

مسلمانوں کی اس سے بڑھکر اسلام سے بیگانگت کیا ہوگی۔ کہ ان کے نزدیک اسوقت اگر کوئی شخص اسلام کی صحیح تعلیم پر چلنے والا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنیوالا ہے۔ تو صرف مسٹر گاندھی ہے۔ چنانچہ بمبئی کا ایک روزانہ مسلمان اخبار جس کا نام "نصرت" ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی چند ایسی احادیث (جنمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی مشکلات کا ذکر ہے) کا ترجمہ درج کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

"آج ہزاروں علماء و صلحاء ہیں۔ ہزارہا عشق نبوی اور حب رسول کا دعوے کرتے ہیں۔ لاکھوں اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ مگر کون ہے۔ جو آج اس سنت نبوی پر عمل پیرا ہو۔ اگر ہماری متجسس نگاہیں ہندوستان کے طول و عرض میں کسی مسلمان کو دیکھنا چاہتی ہیں جو حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان حدیثوں پر عمل کرنے والا ہو۔ تو افسوس کہ وہ بصد حسرت و یاس واپس آجاتی ہیں۔ اور پھر یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوتی ہیں۔ کہ پیغمبر اسلام کی اس سنت پر عمل کرنیوالا صرف ایک غیر مسلم ہے۔ جسے گاندھی کہتے ہیں معلوم ہوا ہے کہ مہاتما گاندھی جوار کی روکھی سوکھی روٹی کھاتے ہیں۔ گاڑھا پہنتے ہیں۔ تھرڈ کلاس کی گاڑی میں سفر کرتے ہیں۔ اور جس طرح حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود دونوں جہان کی شہنشاہی کے اپنے آپ کو غریب مسکین بنا رکھا تھا۔ اور فقر و فاقہ پر گذر ہوتی تھی۔ اسی طرح آج مہاتما گاندھی بھی اپنے وطن کی محبت میں مفلس و قلاش بنے ہوئے ہیں؟" (النصرت ۵۔ اکتوبر)

اس اقتباس کو پڑھکر پہلا سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کا جنمیں آپ کے وقت کی مشکلات اور تنگدستیوں کا ذکر ہے۔ یہ مطلب ہے۔ کہ مسلمانوں کو جان بوجھکر اسی قسم کی مشکلات میں اپنے آپ کو ڈالے رکھنا چاہیئے۔ اور باوجود سامان میسر آنے کے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنا چاہیئے تو پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کا کیا مطلب ہے جن سے صاف اور واضح طور پر ثابت ہے کہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھے کھانے نہ صرف پسند فرماتے تھے۔ بلکہ تناول بھی فرماتے رہے ہیں۔ جیسا کہ مرغی اور بکری کا گوشت کھانے کا احادیث میں بکثرت ذکر ہے۔ اور گوشت کی پسندیدگی کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ ان اطیب اللحم لحم الظھر سب سے اچھا گوشت پیٹھ کا گوشت ہے۔ پھر حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ:۔ قالت کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ یحب الحلوا و العسل۔ انہوں نے فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز اور شہد کو بہت پسند فرماتے تھے ÷

یہ تو کھانے کے متعلق ہوا۔ اور پہننے کے متعلق بھی احادیث سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قمیص پہنی اور رنگدار چادریں اوڑہی ہیں۔ اور اس کے علاوہ اور بھی جو اچھا کپڑا میسر آسکا۔ استعمال فرمایا ہے

ان احادیث کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے مشکلات کے اوقات کی احادیث کو پیش کرکے یہ ثابت کرنا کہ اسوقت صرف مسٹر گاندھی ہیں۔ جو سنت نبوی پر عمل کر رہے ہیں نہ صرف سنت نبوی کے ساتھ تمسخر کرنا ہے۔ بلکہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر حملہ کرنا ہے۔ کیونکہ رسول کریم ؐ نے تو کہیں یہ فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی جو نعمت حاصل ہو۔ اس سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔ اور وسعت و مقدرت کے ہوتے ہوئے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرو۔ اور نہ اپنے طرز عمل سے یہ بات ظاہر فرمائی ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ فرمایا ہے۔ اور یہی بات آپ کے عمل سے ظاہر ہے کہ من انعم اللہ علیہ نعمۃ فان اللہ یحب ان یری نعمتہ علے عبدہ کہ جس انسان پر خدا اپنی کوئی نعمت کرے۔ اس کے متعلق وہ چاہتا ہے۔ کہ اس نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی جو نعمت انسان کو حاصل ہو۔ اس سے مستفید ہونا خدا تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا باعث ہے نہ کہ باوجود استطاعت فقر و فاقہ کی حالت میں رہنا اور تنگ و ترش زندگی بسر کرنا خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کا ذریعہ ہے۔

پھر اگر روکھی سوکھی روٹی کھانا اور فقر و فاقہ کی حالت میں رہنا سنت نبوی ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اس سنت کی خلاف ورزی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے گھر سے ہی شروع ہوگئی تھی کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے متعلق رسول اکرم نے اپنی اُمت کو فرمایا کہ آدھا دین ان سے سیکھو۔ وہ فرماتی ہیں کہ:۔ ما اشبع من طعام فاشاء ان ابکی الا بکیت۔ کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھانے پر اگر چاہوں کہ روؤں۔ تو رو پڑتی ہوں۔ کیوں؟ اسلیئے کہ اذکر الحال التی فارق علیھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الدنیا۔ اس حال کو یاد کرکے جسمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے علیحدہ ہوئے وہ کیا حال تھا۔ یہ کہ واللہ ما شبع من خبز و لحم مرتین فی یوم۔ خدا کی قسم ایک دن میں دو دفعہ آپ نے سیر ہو کر گوشت روٹی نہیں کھائی ÷

یہ حدیث بتاتی ہے۔ کہ حضرت عائشہ سیر ہو کر کھانا کھانے پر اسلئے رو پڑتیں کہ کاش! یہ سامان رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میسر ہوتے۔ اور آپ بھی ایک دن میں دو دفعہ گوشت روٹی سیر ہو کر کھاتے۔

یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ میسر تھا۔ اسے آپ بخوشی استعمال فرماتے۔ خواہ وہ کھانے کی چیز ہوتی یا پہننے کی۔ ہاں جو چیز میسر نہ تھی۔ وہ آپ کے استعمال میں نہیں آئی۔ اس سے ہر ایک جائز اور پاک چیز استعمال نہ کرنے کو سنت نبوی قرار دینا۔ اور اس سنت کا عامل صرف مسٹر گاندھی کو بتانا ایسے ہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو اسلام کو ایک کھیل سمجھتے ہیں۔ اور انہیں علم کچھ نہیں

کہ سنت نبوی پر چلنے کا کیا مطلب ہے ٭

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں اسلئے نہیں رونق افروز ہوئے تھے۔ کہ لوگوں کو خدا تعالے کی بخشی ہوئی نعمتوں کے استعمال کرنے سے روک دیں۔ جائز اور مفید اشیاء کو ترک کرا دیں۔ اور ہر قسم کے آرام و آسایش کے سامانوں سے فائدہ اٹھانا بند کردیں۔ بلکہ اسلئے تشریف لائے تھے۔ کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی نعمتیں صحیح طور پر استعمال کرنا سکھائیں چنانچہ اسبارے میں آپ کے فرمودہ نہایت مفصل احکام موجود ہیں۔ اور پھر اسلئے تشریف لائے تھے کہ لوگوں کو وحدہٗ لاشریک خدا کے پرستار بنائیں۔ اور ایک خدا کی پرستش کی حقیقت اپنے قول اور فعل سے سمجھائیں پس جو شخص اس بارے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی تقلید کرتا ہے۔ آپ کے احکام بجالاتا ہے۔ وہ سنت نبوی پر چلنے والا کہلا سکتا ہے۔ نہ کہ وہ جو اپنی خواہشات کی بنا پر کوئی طرز عمل اختیار کرے۔ اسے سنت نبوی کا عامل سمجھ لیا جائے ٭

مسٹر گاندھی نے حال میں ہی اپنے جو عقائد شائع کئے ہیں۔ ان میں اور باتوں کے علاوہ بت پرستی پر بھی اپنا اعتقاد بیان کیا ہے۔ ان حالات میں انکو سنت نبوی کا واحد عامل قرار دینے والوں کو دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر سنت نبوی پر عمل کرنے والے ایسے ہی لوگ ہوں۔ تو اسلام کی کیا صورت ہو۔

---

## پکڑنا تشدد چھوڑنا کمزوری

دنیادار لیڈروں اور روحانی راہ نماؤں کے طرز عمل میں ایک نمایاں فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ دنیاوی لیڈر جس کی مخالفت پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ ہر وقت ہر حالت اور ہر پہلو سے اس کی مخالفت ہی کئے جاتے ہیں۔ اور اس کی ہر بات ہر قول اور ہر فعل میں نقص نکالنے کے درپے رہتے ہیں۔ لیکن روحانی راہ نما اپنے بڑے سے بڑے دشمنوں اور شریر سے شریر مخالفوں کے بھی صرف انہی افعال پر ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ جو نہ صرف دوسروں کے لئے بلکہ ارتکاب کرنے والوں کی اپنی ذات کے لئے بھی سخت مضرت رساں ہوتے ہیں۔ وہ سخت نقصان رساں مخالفین کے مقابلہ میں بھی عدل و انصاف کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے ٭

یہ ایک ایسا صاف اور بیّن فرق ہے کہ ہر ایک شخص جو اس بارے میں غور کرے۔ بآسانی اس پر آگاہ ہوسکتا ہے ٭

اسوقت مسٹر گاندھی عوام میں اثر و رسوخ کے لحاظ سے خاص پوزیشن رکھتے ہیں۔ اور بعض خوش اعتقاد تو انہیں مذہبی لحاظ سے بھی خاص درجہ دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ باوجود بڑے بڑے دعاوی کے ان کے طرز عمل سے یہی ظاہر ہے کہ انھیں اپنے مخالف کے ہر ایک فعل اور عمل میں عیب اور نقص ہی نظر آتے ہیں ٭

گورنمنٹ کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانے کی جو کوششیں پیروان عدم تعاون کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ ان کے انسداد کے لئے جب گورنمنٹ نے بعض لوگوں پر مقدمات قائم کئے۔ اور سزائیں دیں تو نہ صرف دوسروں نے بلکہ خود مسٹر گاندھی نے اسے گورنمنٹ کا تشدد اور سختی قرار دیا۔ لیکن اب وہ گورنمنٹ کے سب کو گرفتار نہ کرنے کو بھی ایک عیب بنا رہے ہیں۔ اور اسے گورنمنٹ کی کمزوری اور بے بسی کا ثبوت ٹھہراتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اب تک کسی گورنمنٹ نے ایسی کھلم کھلا مخالفت خواہ وہ کیسی ہی موذبانہ کیوں نہ ہو۔ برداشت نہیں کی"۔ (بندے ماترم ۹ر نومبر)

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر گورنمنٹ گرفتار کرتی ہے۔ تو اسے سختی اور تشدد کہا جاتا ہے۔ اور اگر درگذر کرتی ہے۔ تو اسے اس کی کمزوری ٹھہرایا جاتا ہے۔ یہ حد سے بڑھی ہوئی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ کہ ہر حالت میں گورنمنٹ پر الزام لگانے کی کوشش کی جاتی ہے ٭

---

## ہم مسلماں نہ رہے صاحب ایماں نہ رہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی بعثت کی ایک بہت بڑی غرض یہ "مسلماں را مسلماں باز کردند" بھی ہے

لیکن جن لوگوں کی قسمت میں محرومی لکھی ہو۔ انھیں کون سمجھا سکتا ہے۔ مسلمانوں نے اچھی طرح سمجھتے اور جانتے ہوئے محض ضد اور عداوت میں آکر کہدیا کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ ہم میں کوئی نقص نہیں۔ حتیٰ کہ مولوی ثناء اللہ کے اخبار اہلحدیث میں تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہم سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ بتاؤ مسلمانوں میں کونسے نقائص پیدا ہوگئے تھے۔ جن کی اصلاح کے لئے مرزا صاحب آئے تھے۔ لیکن اب وہ دیرینہ خمار اتر رہا ہے اور زمانہ کے تھپیڑے ہوش میں لا رہے ہیں۔ اور مسلمان اپنی حالت کے قابل اصلاح ہونے کا خود اعتراف کر رہے ہیں ٭

۲۸ اکتوبر کے مدینہ میں ایک صاحب "مولوی شاہ انعام الحق صاحب انبہٹوی" کی ایک نظم بعنوان "تم وہی لوگ ہو جو عامل قرآں نہ رہے" چھپی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"ہاں دکھلاتے تھے ابھی شوکت اسلام ہنوز
ہم مسلماں نہ رہے صاحب ایماں نہ رہے
تم کو حق کیا ہے کہ اپنے کو مسلماں کہو
تم وہی لوگ ہو جو عامل قرآں نہ رہے

یہ حالت زار بیان کرنے کے بعد ناظم صاحب نے ایک پتے کی بات کہی ہے۔ اور وہ یہ کہ

قوم وہ قوم نہیں جس کا نہ رہبر ہو کوئی
ملک وہ ملک نہیں جس کا نگہبان نہ رہے
تم سے بڑھکر تو ذلیل آج کوئی قوم نہیں
تم سا بدبخت جہاں میں کوئی انسان نہ رہے

کاش! مسلمان ایک رہبر کی پیروی اختیار کریں اور ایک سلک میں منسلک ہوکر دین و دنیا میں عزت حاصل کرسکیں۔ لیکن اگر اب بھی جبکہ انہیں اپنی عبرتناک حالت کا احساس ہو رہا ہے۔ اور اپنی تباہی و بربادی پر آگاہ ہوچکے ہیں۔ پھر بھی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو سوائے اسکے کیا کہا جاسکتا ہے کہ ان کا

# حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

۲ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر

**بیعت** میاں سنگو صاحب ۔ ساکن لسراؤں ۔ ضلع گورداسپور ۔

۳ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر

**مہدی کا نشان** مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے جو کہ حافظ محمد صاحب لکھوکے والے کے شاگرد ہیں عرض کیا کہ حافظ محمد صاحب نے احوال الآخرۃ میں جو مہدی کے نشانات لکھے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ۔ ع

"بولن لگا اڑ کر بولے پٹاں تے تھپ مارے"

اس کے متعلق ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ کیا حضرت مرزا صاحب میں یہ بات پائی جاتی تھی ۔ میں نے ان کو بتایا تھا ۔ کہ اڑ کر بولنے کا محاورہ پنجابی میں ان معنوں میں بھی آتا ہے کہ میدان میں کھڑے ہو کر مقابل کو بلانا ۔ اور حضرت مرزا صاحب نے جس زور کے ساتھ مخالفین کو مقابلہ کے چیلنج دیئے ہیں ۔ وہ ہر ایک جانتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا یہی بات نہیں بلکہ حضرت صاحب میں یہ بات اپنے اصل معنوں کے لحاظ سے بھی پائی جاتی تھی ۔ حضرت صاحب جب جوش سے کلام فرماتے تھے ۔ تو بعض اوقات کسی قدر الفاظ میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی ۔ اور اس وقت آپ کا ہاتھ ران پر بھی پڑتا تھا ۔ اور یہ ہمارے سارے خاندان کی حالت ہے کہ جوشِ تقریر میں بعض اوقات الفاظ رک جایا کرتے ہیں ۔ مولانا سرور شاہ صاحب کے ذکر کرنے پر فرمایا کہ بعض اوقات (ر) کی بجائے (ڑ) مثلاً (گرنا) کی جگہ گڑنا حضرت صاحب کی زبان سے نکلتا تھا ۔

**عذاب اور بعثت رسول** حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری سے فرمایا ۔ کل آپ نے سوالات کے متعلق کہا تھا وہ کیا ہیں ۔ حکیم صاحب نے عرض کیا قرآن کریم میں جو آتا ہے ۔ ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عذاب سے پہلے نبی کا آنا ضروری ہے ۔ اب سوال ہوتا ہے کہ ہلاکو کے وقت میں مسلمانوں پر جو عذاب آیا اسوقت کون نبی تھا ۔

فرمایا سب سے پہلے یہ سوال حل طلب ہے کہ عذاب کس کو کہتے ہیں ۔ سو معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ ہر قسم کی تکلیف جو خدا کی طرف سے نازل ہو وہ عذاب ہے لفظ عذاب انتقام کے معنے بھی اپنے اندر رکھتا ہے اور عذاب کے معنے میں وہ سزا شامل ہے جو کسی جرم کے بدلے میں آئے ۔ یہ شرط نہیں کہ وہ کتنوں پر آئے اگر ایک شخص پر بھی اس کے جرم کی پاداش میں سزا کا نزول ہوتا ہے ۔ تو وہ اس کے لئے عذاب ہے ۔ اگر اس آیت کے یہ معنے کئے جائیں کہ ہر عذاب کے وقت نبی آنا چاہیئے ۔ تو پھر ضروری ہوگا کہ ہر شخص کو عذاب ملنے سے پہلے ایک نبی کی بعثت ہو ۔ مگر یہ نہ عقل تجویز کرتی ہے ۔ نہ ایسا ہو سکتا ہے ۔ اسلئے یہ بالبداہت باطل ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ۹۹ فیصدی ایسے شخص ہوتے ہیں جنہیں کوئی نہ کو[illegible]اب کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے ۔ ایسی حالت میں ضرور[illegible] ہے کہ اتنے ہی نبی ہوں اس لئے ہمیں اس کے معنوں میں حد بندی کرنی پڑیگی ۔ اور وہ اسطرح کہ اگر کوئی عذاب ایک قوم کی طرف آئے ۔ تو یہ قومی عذاب نہیں آسکتا ۔ جب تک پہلے ایک نبی اس قوم کی طرف مبعوث نہ ہو لے ۔ مثلاً جب بنو اسرائیل میں نبی آئے تھے ۔ تو ان کے انکار کے باعث کسی ایک خاندان کے صرف افراد پر عذاب نہیں آیا ۔ بلکہ جس گروہ کی طرف نبی ہوتا تھا ۔ اس تمام پر نہ ماننے کے باعث عذاب نازل ہوا کرتا تھا ۔ یعنی اس وقت عذاب کا نزول اس دائرہ میں محیط ہوتا تھا جس کے لئے نبی کی بعثت ہوتی تھی ۔ مثلاً نبی کی بعثت سارے بنی اسرائیل کے لئے ہے ۔ اگر ایک خاندان پر عذاب آتا ہے تو اس کے لئے نبی کی ضرورت نہیں ۔ اگر نبی سب کیلئے ہے تو سب پر عذاب کا آنا ضروری ہے ۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام جہان کیلئے نبی ہیں ۔ اور آپ کے بعد جو نبی ہو گا ۔ وہ آپ کا مظہر اور بروز ہونے کی حیثیت میں تمام دنیا کے لئے ہو گا ۔ اس کے بعد اگر عذاب آئیگا تو سارے جہان پر آئیگا ۔ اگر ایک ملک یا قوم پر عذاب آتا ہے تو اس کی نسبت ایک خاندان یا ایک فرد کی ہوگی ۔ جس کیلئے نبی کی ضرورت نہیں ۔ اگر سارے جہان کیلئے عذاب ہو تو نبی پہلے ضرور آئیگا ۔ کیونکہ اب نبی کی بعثت سارے جہان کے لئے ہو سکتی ہے ۔ ہلاکو کے وقت کا عذاب ایک محدود دائرے میں تھا ۔ مثلاً عراق میں اور ایک اور علاقے میں ۔ تمام دنیا کے مقابلہ میں اتنے علاقہ پر عذاب کیلئے نبی کریم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں تھی ۔ کیونکہ تمام دنیا کے مقابلہ میں اس چھوٹے علاقہ کی حیثیت نبی کی بعثت کے دائرے کی وسعت کے لحاظ سے وہی ہے ۔ جو بنی اسرائیل کے مختص القوم نبی کے زمانہ بعثت میں بنی اسرائیل میں سے ایک خاندان یا اسکے ایک فرد کی تھی ۔ اگر اس طرح حد بندی نہیں کی جائیگی تو ماننا پڑیگا کہ ہر ایک شخص پر عذاب آنے سے پہلے ایک ایک نبی بھی آنا چاہیئے ۔

اس اصول کے لحاظ سے یہی زمانہ ہے جس میں ایک نبی مبعوث ہونا چاہیئے تھا ۔ اور اس زمانہ میں جیسا کہ میں نے بتایا وہی شخص نبی ہو سکتا ہے ۔ جو تمام جہان کے لئے ہو ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا پر عذاب مستولی ہے ۔ اور ایک قسم کا عذاب نہیں بلکہ گوناگوں رنگ کے عذاب آ رہے ہیں ۔ سیاسی عذاب ہیں ۔ تمدنی عذاب ہیں ۔ صحت کے بارے میں دنیا عذاب میں ہے ۔ قوانین نیچر سے جو عذاب آتے ہیں ان کا زور ہے ۔ مثلاً زلازل بیماریاں پھیل رہی ہیں ۔ اور عالمگیر ہیں ۔ طاعون ہے ۔ تو اسنے ہر طرف پیر پھیلائے ہوئے ہیں ۔ اور بخاروں کے دورے ہیں ۔ غرض ان وباؤں آفتوں مصیبتوں کی کوئی حد بندی نہیں ۔

حکیم صاحب نے عرض کیا کہ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی دنیا کی یہی کیفیت ہوئی تھی ۔

فرمایا ہاں قرآن کریم شہادت دے رہا ہے کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کہ وہاں بھی عالمگیر عذاب تھا ۔ حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اس سے حضرت صاحب نے تو مذہبی رو کی

خرابی مراد لی ہے فرمایا وہ بھی صحیح ہے لیکن ظاہری رنگ میں بھی دنیا کی حالت خراب تھی یورپ والے تو آنحضرتؐ کی کامیابی کی وجہ ہی یہ بتاتے ہیں۔ کہ اس وقت مصلح کی ضرورت تھی۔ آنحضرتؐ نے دعویٰ کیا اور لوگوں نے مان لیا۔

**کسی چیز کو اپنے لئے منع کر لینے اور حرام کہنے میں فرق**

حکیم صاحب نے دوسرا سوال یہ عرض کیا کہ ایک جگہ آتا ہے۔ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک (التحریم ۲) اے نبی جس چیز کو خدا نے حلال کیا ہے۔ تو کیوں اسکو اپنے لئے حرام ٹھیراتا ہے۔ کہ اپنی بیبیوں کی رضا چاہے ہے۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام (النحل ۶ ۱۵) اور یونہی اپنی زبان سے نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ آخری آیت کے ہوتے ہوئے آنحضرتؐ نے کیوں اسکے خلاف کیا۔

فرمایا۔ حرام کے دو معنے ہیں۔ ایک شریعت کے مطابق کسی چیز کا حرام ہونا۔ اور دوسرے خود کسی شخص کا کسی چیز سے اپنے نفس کو روک لینا۔ نبی کریمؐ نے شہد کو چھوڑ دیا۔ اسلئے کہ آپ کی بیویوں کو بو آتی تھی۔ مگر آپنے دوسروں کیلئے منع نہیں کیا۔ اسکے متعلق پہلی آیت میں ذکر ہے اور دوسری آیت میں اور بات ہے اسمیں ان لوگوں کو روکا گیا ہے۔ جو شریعت خود منع کرتے ہیں اور دوسروں کو کہتے ہیں کہ فلاں چیز حرام ہے۔ اور فلاں حلال۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس بارے میں کچھ نہیں فرمایا ہوتا۔ اسلئے آنحضرتؐ کا فعل اس نہی کے نیچے نہیں آسکتا۔ ہاں خدا تعالیٰ نے آپ کے اس فعل کو بھی پسند نہیں کیا کہ آپ ایسا کریں۔ بیشک جب تک چاہیں۔ کسی چیز کو نہ کھائیں۔ مگر ہمیشہ کیلئے اپنے نفس پر منع کرنا درست نہیں۔ اسلئے کہ ممکن ہے کوئی ایسی وجہ پیدا ہو جسکی وجہ سے وہ چیز اسکے لئے کھانی ضروری ہو جائے۔ مگر وہ بوجہ عہد کے نہ کھا سکے۔ اسلئے فرمایا کہ ایسے عہد درست نہیں۔ کیونکہ پہلے شریعت عقل اور فطرۃ کے کامل لحاظ کو ملحوظ نہ رکھتی تھی۔ بلکہ ضرورت کے مطابق ہوتی تھی مگر اب شریعت اسلام میں عقل اور فطرت کے پہلو کو مکمل کر دیا گیا۔ اسلئے اب خدا تعالیٰ نے اس بات کو بھی پسند نہیں فرمایا۔

فرمایا کہ حضرت یعقوب نے جو کچھ اپنے نفس پر حرام کیا تھا۔ وہ اسلئے تھا کہ ان کو اس سے تکلیف ہوتی تھی۔ مگر آنحضرتؐ کا فعل اخلاق پر مبنی تھا۔ کہ دوسرے کی تکلیف کے خیال سے آپنے ایسا کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے کہا کہ یہ بھی درست نہیں۔

# خطبہ جمعہ

## ایمان کی خوشبو

### از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

۴ نومبر ۱۹۲۱ء

تشہد و تعوذ کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت کی اور فرمایا میں جس امر کی طرف آپ لوگوں کو ایک عرصہ سے توجہ دلاتا ہوں۔ آج بھی اسی مضمون کی ایک شاخ کیطرف دلاتا ہوں لیکن اصل مضمون کے تسلسل کو ایک حکمت کے ماتحت اگر منشاء الٰہی ہو تو اگلے جمعہ پر ملتوی کرتا ہوں۔ اور اسکی ایک اور شاخ کو لیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے دنوں میں میں نے جو کچھ کہا۔ اور جو کچھ آئندہ کہنے کی نیت ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی کے ارادے کے موافق ہے۔ میں جانتا ہوں میں نے یہ باتیں جس وقت کہنی چاہی ہیں۔ وہ وقت خدا کے نزدیک مناسب اور صحیح ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ انسان جو اب بھی اپنی نفسانی خواہشات میں مبتلا رہیگا۔ اور نیکی کی طرف قدم نہیں اٹھائیگا۔ وہ خدا کے مقربین کے رجسٹر سے کاٹ دیا جائیگا۔ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اور وہ لوگ جو سنینگے اور سنکر عمل کرنے کی سعی کریں گے۔ وہ خدا کے فضل کے وارث ہوں گے۔ اور ان پر خدا کی رحمت نازل ہوگی۔

**تم مجھے کچھ نہیں دے سکتے**

میں نے جو کچھ تم لوگوں کو کہا ہے اس میں میرا ذاتی نفع کوئی نہیں۔ نہ مالی نفع ہے۔ نہ اعزازی نفع ہے۔ نہ رتبہ کے طور پر نفع ہے۔ تم زیادہ سے زیادہ جو کچھ کر سکتے تھے وہ تم کر چکے۔ تم میری بیعت کر چکے۔ اور تم نے بیعت کر کے جو اعزاز دینا تھا۔ تم نے یا خدا نے وہ مجھے دیدیا۔ اب یہ معاملہ تمہارے اختیار سے باہر ہو گیا۔ اب تمہارے پاس کوئی چیز نہیں۔ جو تم مجھے دو۔ اور پہلے ہی دے چکے ہو۔ تمہارا جو کچھ تھا۔ وہ تم میں سے بعض ایک سال قبل بعض دو سال بعض تین سال اور بعض سات سال قبل دے چکے۔ تم نے وہ سب کچھ جو تمہارا تھا۔ قربان کر دیا۔ کیونکہ تم نے بیعت کر لی اور بیعت کے بعد بیعت کرنے والے کی کوئی چیز نہیں رہا کرتی۔ نہ اس کی جان اسکی رہتی ہے۔ نہ اسکا مال اسکا رہتا ہے۔ نہ اس کی عزت اسکی رہتی ہے۔ نہ اسکی جائداد اسکی رہتی ہے۔ غرض جو کچھ تمہارا تھا وہ آج سے مدت پہلے تم دے چکے۔ پس اب تم سے میرا کوئی خواہش کرنا عبث فعل ہے۔ اگر تم سچے ہو اور تم نے بیعت کے اقرار میں فریب نہیں کیا۔ اور تم جھوٹ نہیں بولے۔ تو اب تمہارے پاس تمہارا کچھ نہیں رہا کیونکہ تم کہہ چکے ہو۔ کہ ہم وہ قربان کر چکے۔

**میں جو کچھ کہتا ہوں تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہوں**

اس لئے میں جو کچھ تمہیں کہتا ہوں وہ اپنے ذاتی نفع اور فائدہ کیلئے نہیں۔ بلکہ محض اس لئے کہتا ہوں کہ تم نے جو مجھ سے معاہدہ کیا ہے تمہیں بھی اس سے کوئی فائدہ ہو۔ اور جو کچھ مجھے ملا ہے میں تمہیں دیدوں۔ مجھ سے دیانتداری تقاضا کرتی ہے۔ کہ جو معاہدہ تم نے مجھ سے کیا ہے۔ اسکے مطابق تمہیں وہ کچھ دوں۔ جو مجھے ملا ہے اور تمہیں صحیح راستہ دکھاؤں۔ اور تمہیں بتاؤں کہ ابتک تم اس راستے کو چھوڑ کر دوسری طرف جارہے ہو۔ پس میں نے جو کچھ کہا اور آئندہ جو کچھ کہونگا۔ وہ اپنے لئے نہیں بلکہ تمہارے ہی فائدہ کیلئے ہے۔

**رویا میں خوشبو سے مراد ایمان ہے**

میں نے تمہیں بتایا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ وہ خدا کے منشاء کے مطابق ہے۔ میں نے ایک رویا میں ایک شخص کو دیکھا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ وہ کون شخص ہے۔ اسنے مجھے کہا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اسلئے کہ تم خوشبو سے محبت کرتے ہو۔ میں نے اسی وقت اپنے کپڑوں کو سونگھا تو مجھے ان میں خوشبو معلوم نہیں ہوئی۔ میں نے اسی حالت رویا میں سمجھا کہ اس خوشبو سے مراد وہ خطبے ہیں جو میں نے ایمان کی مضبوطی کے لئے بیان کئے ہیں۔ کیونکہ ایمان کو خوشبو سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چونکہ میں ایمان کو دنیا میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ اس لئے اس شخص نے کہا۔ کہ چونکہ تم خوشبو سے محبت رکھتے ہو اسلئے میں تم سے محبت رکھتا ہوں

ورنہ ظاہری طور پر اسوقت میرے کپڑوں کو خوشبو نہیں لگی ہوئی تھی۔ اسوقت میں سمجھا کہ یہاں خوشبو سے مراد یہ خطبات ہیں۔ جنہیں دعوت ایمان دی گئی ہے۔

### تم کس لئے اپنے لوگوں سے جُدا ہوئے تھے

پس خوب یاد رکھو کہ اجتماع کوئی چیز نہیں۔ تم یہ مت خیال کرو کہ تم تھوڑے تھے۔ اب بہت ہو گئے۔ تم ذلیل تھے۔ اب معزز ہو گئے۔ تمہاری نظر اس طرف مت جائے۔ کہ آج ہندوستان میں پیدا ہونیوالی ہر ایک تحریک تمہاری ہمدردی کی طالب ہوتی ہے۔ اور اس کے محرک چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کے ساتھ ملجاؤ کہ ان کی آواز موثر ہو جائے۔ لیکن کیا تم اپنے لوگوں سے اسلئے علیحدہ ہوئے تھے۔ کہ لوگ تمہاری طرف انگلیاں کرینگے۔ اور لوگوں کی تم پر نظر پڑے گی کہ یہ بھی کوئی ہیں لیکن تم یقین کرو۔ کہ تمہارا یہ کام اس نیت سے نہ تھا۔ جب تم اپنے اصل سے جدا ہوئے تھے۔ تو اسوقت کسی عقل میں نہ آتا تھا کہ تم کو لوگ عزت کی نظر سے دیکھیں گے۔ اور تم سے ہمدردی چاہینگے۔ بلکہ اسوقت تو تمہاری یہ حالت تھی۔ کہ تم پر انگلیاں اُٹھنے کی بجائے تم پر سے لوگ گذرتے تھے۔ تاکہ تمہیں کچل دیں۔ بس یہ غلط ہے۔ کہ ہم اسلئے جدا ہوئے تھے۔ کہ لوگوں کی انگلیاں ہماری طرف اٹھیں۔ بلکہ ہم دیکھتے تھے۔ کہ ہم کو کچلنے کی ہر ایک کوشش ہوگی۔ اور لوگ ہمیں پامال کرنے کے درپے تھے۔ اسوقت اگر ہمارا کوئی مدعا تھا۔ تو سوائے چند مستثنیات کو چھوڑ کر جن کے دل میں عزت کی خواہش ہو۔ ہماری یہ کوشش اور خواہش تھی۔ کہ ہم خدا کو خوش کرینگے۔ اگر خدا تعالیٰ خوش ہو۔ اور وہ ہم سے راضی ہو۔ تو دنیا کی نظر میں معزز ہونا یا ذلیل۔ کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو ہمارا دنیا کی نظر میں معزز ہونا کچھ قیمت نہیں رکھتا۔ چندوں کا بڑھ جانا ہیچ ہے اور ہمارے کاموں کا پھیل جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اگر ہم ایسی ہی باتوں پر خوش ہو سکتے ہیں۔ تو اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے ملنے کے لئے جاتا ہے۔ مگر راستہ میں اسکو ایک شیشہ کی گولی ملجاتی ہے۔ جسپر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں۔ اور تر بھی ہو کہ نکلتی ہیں۔ جو بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ اور بچہ اسپر خوش ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ماں کی ملاقات سے بڑھکر وہ محبت کی چیز نہیں۔ پس دنیا کی عزت یا مال کی طرف نظر کرنا خدا کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے۔ جیسی ماں کی محبت کے مقابلہ میں شیشہ کی گولی پر خوش ہو جانا۔ بلکہ اس سے بھی حقیر۔ جو لوگ خدا کے مقابلہ میں دنیا کی عزت میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ اپنی عمر کو ضائع کرتے ہیں۔ اور ایسا شخص نجات کا مستحق نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص خدا کو مقدم کرتا ہے اور اس کی حالت سے یہ بات ظاہر ہے۔ تو وہ خوش ہونے کا مستحق ہے۔

### آنحضرتؐ کا ہر ایک فعل عبادت الٰہی ہے۔

اسمیں شبہ نہیں کہ خدا کا فضل ہی ہوتا ہے۔ جس سے نجات ہوتی ہے۔ اور کوئی شخص اپنے عمل کی بناء پر دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ وہ نجات پا لیگا۔ کیونکہ سب سے بڑے عامل اور سب سے زیادہ خدا کے فرمانبردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ بھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرتے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہ نے سوال کیا۔ کہ آپ تو اعمال سے ہی بہشت میں جائینگے آپ نے فرمایا نہیں عائشہ میں بھی خدا کے فضل سے ہی جاؤں گا۔ پس جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا انسان جس کا ہر ایک سانس۔ جس کا چلنا۔ پھرنا عبادت میں داخل تھا۔ جس کا سونا اور جاگنا عبادت میں گنا جاتا تھا جس کی ہر حرکت وسکون عبادت تھی۔ حتیٰ کہ جس کا پاخانے پیشاب کے لئے جانا اور اپنی بیویوں کے پاس جانا بھی عبادت تھا۔ اتنا بڑا عبادت گذار انسان جب کہتا ہے کہ میں اپنے اعمال سے بہشت میں نہ جاؤں گا۔ بلکہ خدا کے فضل سے۔ تو اور کون ہے۔ جو کہے کہ میں عمل سے بہشت میں داخل ہو جاؤں گا۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل کیسے عبادت میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ ان کے متعلق خدا نے یہ بتایا ہے۔ کہ ان کی ہر ایک حالت عبادت تھی۔ ناواقف کہہ سکتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی ہر حرکت کیسے عبادت ہو گئی مگر تم یاد رکھو۔ کہ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فعل عبادت تھا۔ ہاں آپکے سوا کسی کا ہر ایک فعل عبادت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق خدا نے فرمایا۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل میں ایک نمونہ ہے کیا اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ رسول کریمؐ اپنے عمل سے بتلائیں۔ کہ کونسا فعل جائز ہے۔ اور کونسا ناجائز کونسا مستحسن ہے۔ اور کونسا مکروہ۔ اور کونسا حلال ہے اور کونسا حرام۔ پس رسول کریمؐ کا ہر ایک کام ایک بیان ہے۔ اور ایک ڈسکرپشن (description) ہے۔ مثلاً آپ کا نماز پڑھنا نہ صرف خدا کے ایک حکم کی تعمیل تھی۔ بلکہ اعلان تھا کہ یہ فرائض ہیں۔ یہ سنتیں ہیں۔ اور یہ نوافل ہیں۔ جو فرائض کے علاوہ ہیں۔ اور جن کا پڑھنا قرب الٰہی کے لئے ضروری ہے آپ کا کھانا کھانا اعلان تھا۔ کہ جو کچھ آپ کھاتے ہیں وہ حلال ہے۔ اور جن چیزوں کو آپ نہیں کھاتے تھے۔ وہ کھانے کے ناقابل تھیں۔

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل چونکہ نمونہ بنایا گیا ہے لوگوں کے لئے۔ اسلئے آپ جن چیزوں کو جائز بتاتے تھے۔ اور استعمال فرماتے تھے یہ عبادت تھی۔ اسی طرح جن سے منع فرماتے تھے۔ اور استعمال نہ کرتے تھے۔ یہ بھی عبادت میں شامل تھے۔ غرض آپ کا ہر فعل عبادت تھا۔ کیونکہ خدا کے حکم کے ماتحت تھا۔ چنانچہ اس کی ایک مثال ہے۔ کہ ایک شخص نے عصر کی نماز کا وقت دریافت کیا۔ ظاہر ہے۔ کہ اول وقت پر نماز پڑھنا مستحسن ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی دیر کی کہ وقت نہایت تنگ ہو گیا۔ آپ کا نماز میں یہ دیر کرنا بھی عبادت تھا۔ کیوں؟ اسلئے کہ آپ یہ سبق دے رہے تھے کہ اگر انسان کسی وجہ سے کسی وقت اول وقت پر نماز نہ پڑھ سکے۔ تو اگر آخری وقت تک پڑھ لے۔ تو بھی اس کی نماز ہو جائیگی غرض فرائض میں اعلان تھا۔ واجبات میں اعلان تھا۔ نوافل وسنن میں اعلان تھا کہ یہ سب کچھ عبادت الٰہی ہے۔

### نجات فضل سے ہے اور فضل کا جاذب عمل صالح ہے

اس حالت پر بھی آپ فرماتے ہیں کہ خدا کے فضل سے بہشت میں جائینگے۔ پھر ہم لوگ جن کے اعمال بہت تھوڑے ہیں کیسے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم اعمال سے بہشت میں چلے جائینگے۔ اس سے تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ فضل کیسی ضروری چیز ہے مگر وہ محض دعوے سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے حصول کے لئے کسی چیز کی ضرورت ہے۔ محض دعوےٰ ایمان سے کچھ نہیں بنتا۔

### آدم کے دو بیٹے

کیا تم نے قرآن کریم میں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ نہیں پڑھا۔ یہ مت سمجھو کہ وہ آدم کے بیٹے تم ہی ہو۔ تم میں سے جو قربانی لاتا ہے اور سچائی اور راستبازی کے ساتھ لاتا ہے اور محض دعوٰی ایمان نہیں کرتا۔ آدم کا وہ فرزند ہے جسکی قربانی قبول ہوئی۔ اور دوسرا جو محض دعوے ایمان لیکر آتا ہے۔ اور اسکی قربانی میں صداقت اور راستبازی نہیں ہوتی۔ وہ گویا ایک نجاست کا ٹوکرا قربانی کرتا ہے۔ اور وہ آدم کے اس فرزند کی مانند ہے جس نے کہا جاتا ہے۔ کہ ایک پیاز کا ٹوکرا قربانی پیش کیا تھا۔ جو ایسی بدبودار چیز ہے کہ اسے کھا کر انسان کے لئے مسجد میں جانا منع ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک اپنی ایمانی اور عملی حالت کے لحاظ سے آدم کے دونوں فرزندوں میں سے کسی ایک کے مطابق ہے۔ جو نیکی اور ایمان کے ساتھ خدا کے حضور آتا ہے۔ وہ اس فرزند کے مطابق ہے جس کی قربانی مقبول ہوئی۔ اور جو ناپاکی اور بری نیت اور غیر خالص ایمان لاتا ہے۔ وہ دوسرے فرزند کے مطابق ہے۔ جس کی قربانی مقبول نہ ہوئی۔

### خدا کے پانے کیلئے ہر ایک روک دور کرو

یاد رکھو کہ محض دعوے سے قبولیت حاصل نہیں ہوتی بلکہ دعوے کے ساتھ کچھ حقیقت بھی ہو تو قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اگر قربانی سچے دل سے جان اور مال کی نہیں کیجاتی۔ بلکہ ایمان کے دعوے کے ساتھ جب تک کوئی نہ کوئی بلندی راستہ میں رہتی ہے۔ جو روکتی ہے وہ کوئی ایمان نہیں۔ کیونکہ تم دیکھتے ہو اگر کوئی بلندی حائل ہو تو تم اپنے محبوب کو نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں تمہارے رستے میں عزت کا ٹیلا ہے یا جاہ و مال کا ٹیلا ہے۔ جسکو تم پامال نہیں کرتے۔ تو تمہارا ایمان کچھ نہیں۔ ایمان تو وہ چیز ہے کہ جسکے بعد ایک امن آجاتا ہے۔ اور اسکے بعد کوئی دنیاوی خلش باقی نہیں رہتی۔ کیا تمہاری حالت ایسی ہے۔

### کیا ایمان کی خوشبو گلاب کے پھول سے بھی کم ہے

کیا یہ لطیفہ نہیں کہ اگر کوئی شخص گلاب کا عطر لگاتا ہے یا کیوڑا چھڑکتا ہے تو اس کے پاس بیٹھنے سے اسکی روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور اسکی خوشبو سے فضائے مہک جاتی ہے لیکن تم کہو کہ تمہیں خدا پر ایمان ہے اور خدا کی محبت تمہارے دل میں ہے۔ مگر تم سے کوئی خوشبو نہ آئے۔ ان لوگوں کو چھوڑ دو جن کے حواس شامہ درست نہیں۔ وہ بیمار ہیں مگر جن کے حواس بجا ہیں ان کو تو تم سے خوشبو آنی چاہیئے۔ اگر واقعہ میں تمہیں ایمان حاصل ہے اور تم نے خدا کو پا لیا ہے۔ اور وہ تم سے علیحدہ نہیں۔ اور اسکی محبت تم میں سما گئی ہے۔ تو تم سے خوشبو نہیں آئیگی۔ تم کہہ سکتے ہو کہ ہم نے کب کہا کہ ہم نے خدا کو پا لیا۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ مگر . . . . . یہ کہنا تمہاری غلطی ہوگی۔ کیونکہ خدا کا پانا اور مومن ہونا ایک ہی بات ہے۔ مومن وہ ہے جس نے مشاہدہ کر لیا اور اسکو یقین حاصل ہو گیا۔ مومن امن میں ہے۔ اور امن میں وہی ہوتا ہے جو محافظ کے پاس ہوتا ہے۔ پس جب تم مومن ہونیکا دعوے کرتے ہو تو ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرتے ہو کہ تم نے خدا کو پا لیا اور خدا تمہارے پاس ہے۔ اور تمہیں خدا کے قرب کا مقام حاصل ہو گیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارے دل و دماغ معطر ہیں اور خدا کی محبت کا پھول تمہارے دل میں ہے۔ اس لئے جس طرح گلاب کا پھول کپڑوں میں لپٹا ہوا کپڑوں کو مہکا دیتا ہے۔ اسی طرح خدا کی محبت سے تمہارا جسم مہک اٹھنا چاہیئے۔ کیا تم خدا کی محبت کی خوشبو کو اتنا حقیر یا اتنا بے اثر خیال کرتے ہو کہ وہ گلاب کے پھول کی خوشبو سے بھی کم ہے۔ ایمان کا تو یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ مومن کے دل سے ایمان کی خوشبو آئے۔ لیکن جس شخص کے دل سے خوشبو نہیں آتی وہ کیسے مطمئن ہو گیا کہ اسکو ایمان حاصل ہے۔ ایک چیونٹی کو دیکھکر اسکے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر سورج کو دیکھا جاوے تو بالکل ہی انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا کو دیکھ بھی لیا ہو۔ مگر اس دید کا کوئی اثر باقی نہ ہو۔ اگر واقعی تم نے خدا کو دیکھ لیا ہے تو پھر تمہارے اندر کوئی ایسی بات نہیں رہ سکتی جو خدا کی دید کے بعد نہیں رہنی چاہیے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ نہایت معمولی باتوں سے لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ اور ان کے قدم متزلزل ہو جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ان کا دعوے ایمان جھوٹا اور غلط ہوتا ہے۔ کیونکہ ایمان رویت اور تسلی کو چاہتا ہے۔ جب تک رویت اور تسلی نہ ہو جب تک ایمان کی خوشبو نہ آئے اس وقت تک ایمان کا دعوے بے معنی ہے اب تم اپنی حالت کو دیکھو۔ تم میں سے کتنوں کو خدا پر چیونٹی کے برابر بھی ایمان ہے۔ جب تک اتنا بھی ایمان نہ ہو۔ کوئی مومن کس طرح کہلا سکتا ہے۔ اگر تمہارے دن رات کسی اور طرف لگے رہتے ہیں۔ اگر تم میں خدا کے لئے تڑپ نہیں۔ اور نہ تم کو اس کا احساس ہے۔ اور نہ کوئی روحانی زندگی کی علامت ہے۔ تو ایسی حالت میں تمہیں کون مومن سمجھ سکتا ہے۔ کون عقلمند ہے جو تمہارے دعوے ایمان کو سچا مان سکتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں اگر کسی میں ایمان کی خوشبو ہے۔ تو خواہ وہ ہزار نیکی نہ کرتا ہو۔ خدا کا مقرب ہے۔ لیکن اگر کوئی ساری عبادتیں بجالاتا ہے۔ مگر اسکی روح میں بدی ہے اور وہ روحانی اور ایمانی خوشبو اپنے اندر نہیں رکھتا۔ تو اسکی یہ تمام عبادتیں اکارت ہیں۔ اور اس کی عبادتیں خس و خاشاک کی مانند ہیں۔ جنکو آگ کی ایک لپٹ جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ ہاں وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں۔ خواہ انمیں بعض نیکیوں کی کمی ہو ان کی مثال اس شخص کی مانند ہوتی ہے جو خزانہ پر بیٹھا ہوتا ہے۔ جب کوئی خطرناک وقت آئے وہ مال نکال کر اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ جس کو قرب حاصل ہے۔ اسمیں اگر کوئی سستی ہو تو اس قدر خطرہ کی بات نہیں۔ برخلاف اسکے جسکو قرب نہیں اس کی حالت قابل اطمینان نہیں۔

### مدعی ایمان اور ایماندار کی مثال

ان دونوں کی یعنی ایک جسکو قرب حاصل ہے۔ مگر اسکے اعمال میں کسی قدر سستی ہے۔ اور دوسرا وہ جس کو ایمان حاصل نہیں مگر وہ عمل کرتا ہے۔ ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ جنگل میں دو شخص ہوں ایک کے پاس اس کی ماں کی تصویر ہو شیر اسپر حملہ کرے۔ اور وہ ماں کی تصویر چھاتی سے لگا

ظاہر ہے کہ یہ تصویر اسکو نہیں بچا سکتی - اور دوسرا اپنی ماں کی گود میں ہے - گو اسکی آنکھیں بند ہیں - اور وہ سویا ہوا ہے مگر اسکے لئے کوئی خطرہ نہیں - پہلا باوجود ہوشیار ہونے اور ماں کی تصویر کو سینے سے لگانے کے محفوظ نہیں اور دوسرا گو غافل ہے مگر ماں کی گود میں ہے پس تمہیں اپنے اندر اس روح کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے - ورنہ تمہاری زندگی عبث ہے - اور کوشش بیکار -

---

## ہندوستان میں پرنس آف ویلز کی تشریف آوری

ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز [illegible] سیاحت ہند کیلئے انگلستان سے روانہ ہو چکے ہیں - آپکا جہاز جس کا نام "رینا ون" ہے ۱۷ نومبر کو ساحل ہند پر لنگر انداز ہوگا - چونکہ میزبان کیلئے اپنے معزز و ممتاز مہمان کے حالات سے واقف ہونے کا اشتیاق ایک قدرتی امر ہوتا ہے - اس لئے ہم اختصار کیساتھ ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز کی شاندار زندگی کے روشن حالات میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں -

**ابتدائی حالات** آپ وائٹ لاج واقع رچمنڈ پارک میں ۲۳ جون ۱۸۹۴ء کو عالم وجود میں تشریف لائے - آپ کی پرورش معمولی طور پر امراء کے بچوں کی طرح کی گئی - خود ضبطی اور بردباری کی اعلیٰ صفات کمسنی ہی میں آپ کے قرائن سے نمایاں طور پر ظاہر ہوتی تھیں - جب آپ آٹھ سال کے ہوئے تو آپ کی باقاعدہ تعلیم شروع کرائی گئی - اور اس غرض کیلئے ایک نہایت لائق استاد مقرر کیا گیا - بیان کیا جاتا ہے - کہ آپ کو تعلیم اور کھیل کود کے مشغلوں سے یکساں دلچسپی تھی - حالانکہ بادی النظر میں دونوں باتیں باہم متضاد نظر آتی ہیں -

**فنون شائستہ میں مہارت** آپ کرکٹ - ٹینس - شہسواری - تیراکی شکار وغیرہ شائستہ فنون میں کامل مہارت رکھتے ہیں - ۱۹۰۷ء میں جب کہ آپ کی عمر ۱۳ سال کی تھی آپ کو آپ کے والد محترم ملک معظم حضور جارج پنجم بالقابہ کی طرح اوسبورن کے بحری کالج میں جہازرانی کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے داخل کرا دیا گیا - آپ کالج میں دو سال تک زیر تعلیم رہے - کالج میں آپ کی ماند و بود بھی عام طلباء کی سی تھی -

**یونیورسٹی کی تعلیم** بحری کالج کے جملہ امتحانات میں ممتاز طریق سے کامیاب ہونے کے بعد ۱۹۱۱ء میں آپ کو جہاز "ہندوستان" کا "مڈ شپ مین" مقرر کر کے بحری سفر کیلئے بھیجا گیا - اس کے بعد آپ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آکسفورڈ یونیورسٹی میں داخل ہوئے جہاں آپ نے السنہ مختلفہ - تاریخ - فلسفہ سیاحت مدن علم الاقتصاد - علم سیاحت اور آئینی قانون میں علم امتیاز بلند کیا - بحری کالج کی طرح یونیورسٹی کی تعلیم کے زمانہ میں بھی آپ کے طور طریق عام طلباء کے سے تھے -

**جنگ میں شرکت** آپ ابھی "آفیسرز ٹریننگ کور" میں فنون سپہ گری سیکھ رہے تھے - کہ یورپ کی جنگ عظیم چھڑ گئی - اور اس کے تیسرے ہی دن آپ کو ایک فوج کا "سیکنڈ لفٹننٹ" مقرر کر دیا گیا - یہاں بھی آپ نے سادہ مزاجی اور مساوات پسندی کے اصول پر عمل درآمد کیا - یعنی عام سپاہیوں کی طرح فوجی خدمات سرانجام دیتے رہے - آپ کی خواہش تھی - کہ آپ کو میدان کارزار میں جانے کا موقع دیا جائے - مگر لارڈ کچنر نے آپ کے حفظ مراتب کے خیال کو ہمیشہ نظر رکھ کر یہ آرزو پوری نہ ہونے دی - اس کے بعد آپ لارڈ فرینچ کے سٹاف میں شامل ہو کر فرانس چلے گئے - اور چار سال تک فوج کے ساتھ میدان جنگ میں رہے - جہاں آپکو ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنا پڑا - ۱۹۱۵ء کے آغاز میں آپ کی موٹر پر جس میں سوار ہو کر آپ "لائینس" کو جا رہے تھے - بم گرا - اور آپ کا "چافیر" مارا گیا - دوران جنگ میں آپ نے بحیثیت سپاہی اور کپتان کے فوجی خدمات انجام دیں -

**ہندوستانی فوج کا معائنہ** فرانس سے واپس آکر آپ نے ہندوستانی سپاہیوں کی خوشحالی کے متعلق اطمینان کرنے کی غرض سے "ہندوستانی فوج" کا معائنہ کیا - پھر جب ہندوستانی فوج فرانس سے روانہ ہوگی - تو آپ نے فوج کے روبرو ملک معظم کا ایڈریس پڑھا جسمیں ہندوستانی سپاہیوں کی جان نثاری پر اظہار پسندیدگی کرتے ہوئے انکا شکریہ ادا کیا گیا تھا -

**جنگ کے بعد کی مصروفیتیں** جنگ ختم ہونے کے بعد ہز رائل ہائی نس انگلستان واپس آگئے اور پبلک کنگسٹن میں اصلاحات کیں اور باشندوں کے پرانے مکانات کو مسمار کرا کر از سر نو تیار کرایا - اس کے بعد اگست ۱۹۱۹ء میں آپ نے سلطنت برطانیہ کے خاص خاص حصوں کا دورہ کیا - کینیڈا کے باشندوں نے آپ کا نہایت پرجوش خیر مقدم کیا - لوگوں کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ آپ جدھر سے گزرتے تھے ادھر لوگ جوق در جوق جمع ہو کر آپ کو "چیرز" دیتے تھے - اسی طرح امریکہ میں آپ کا شاندار استقبال کیا گیا -

**ہندوستان کا ذکر خیر** اس دورہ سے واپس آکر آپ نے گلڈ ہال واقع لنڈن میں ایک تقریر کی جس کے دوران میں فرمایا کہ "سلطنت برطانیہ میں وہ آزاد قومیں شامل ہیں جو ایک ہی قسم کے قانون کے تابع اور ایک ہی قسم کے آزادانہ مقاصد کی حامی ہیں - اس لحاظ سے سلطنت برطانیہ کی اہمیت اس اہمیت کی نسبت بہت زیادہ ہے جو لفظ سلطنت کے پرانے اصطلاحی معنوں سے مفہوم ہوتی ہے - اب کینیڈا - آسٹریلیا - نیوزیلینڈ - جنوبی افریقہ اور ہندوستان کی قومیں متفقہ طور پر قومیں تسلیم کی جانے لگی ہیں کیونکہ انہوں نے عہد نامہ صلح پر دستخط کئے ہیں - ان قوموں میں ہندوستان کی قوم ممتاز درجہ رکھتی ہے - اس نے جنگ عظیم میں بڑی بہادری دکھلائی ہے - اور ہم اسکی رعایا - سپاہ گورنمنٹ کے زیر بار احسان ہیں کہ انہوں نے مشترک مفاد کے معاملہ میں نہایت سخت تکلیفات برداشت کیں - میں امید کرتا ہوں کہ میں عنقریب اس "حیرت خیز" ملک کا دورہ کرنے کے قابل ہو سکونگا"

**سیاحت ہند کا مقصد** اب ہم اس مضمون کے خاتمہ پر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز کے ہندوستان میں تشریف فرما ہونے کی غرض و غایت کیا ہے - انکا سیاسیات سے کچھ تعلق نہیں ہے وہ صرف اس کی معلومات حاصل کرنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں - کہ ہندوستانیوں کے رسم و رواج اور ان کی شکایات و تکلیفات کیا ہیں - دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی ہندوستان آنیکی غرض و غایت وہی ہے جو ہندوستان کے طلباء کے انگلستان جانے کی یعنی حصول معلومات اور [illegible] کرتے ہیں کہ ہندوستان آپکے شایان شان خیر مقدم کرکے [illegible] کے دیگر حصوں سے [illegible]

## الخطبہ

جماعت احمدیہ شاہدرہ میں ایک صاحب ہیں۔ خیاط۔ دیندار۔ احمدی عمر ۲۰ سال۔ وجیہ نوجوان۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ ایک لڑکا پنج سالہ ہے۔ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ خط و کتابت معرفت

حکیم احمد الدین انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

# حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی ڈائری

(یکم نومبر سنہ ۱۹۳۱ء بعد نماز ظہر)

**ولایت میں مخالفت** فرمایا ولایت میں بھی اب تو ہماری مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ کسی لارڈ کا اخبار ہے جسکا نام ہے۔ دی پیپن انگلش

اس میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں لوگوں کو بہت جوش دلایا ہے۔ اور گورنمنٹ کو زور سے توجہ دلائی ہے کہ یہ لوگ پارکوں میں کھڑے ہو کر ہمارے خداوند یسوعؑ کے خلاف وعظ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خدا نہ تھا۔ اور اگر یہ مذہب اسلام یہاں پھیل گیا تو پھر وہی بربادی دنیا پر آجائیگی۔ جو آج سے پہلے تھی۔ اور لکھا ہے کہ یہ ایشیائی لوگ بھولا سا منہ بنا کر باتیں کرتے ہیں۔ جس سے جاہل دھوکے میں آجائے۔ پھر پادریوں کو غیرت دلائی ہے کہ آپ لوگ کیوں نہیں ان کا انسداد کرتے۔ اور گورنمنٹ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ گورنمنٹ کی بزدلی ہے کہ وہ ہندوستانیوں کے خوف سے ان کو منع نہیں کرتی۔

(یکم نومبر بعد نماز عصر)

**بہاء اللہ کا دعویٰ** بابی مذہب کے متعلق ایک خط پیش ہوا حضور وہ خط پڑھ رہے تھے۔ کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے دریافت کیا کہ باب اور بہاء کے متعلق ہم کیا سمجھیں فرمایا میں یہ خط پڑھ لوں تو جواب دیتا ہوں۔ اس کے بعد مولوی صاحب سے سوال دریافت فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم احمدی بہاء اللہ کو مفتری خیال کریں یا کیا سمجھیں۔ فرمایا اگر مفتری کے یہ معنے ہیں۔ کہ الہام آپ بنائے۔ اور اس کو یقین ہو کہ میں خود بنا رہا ہوں۔ اور اسکو منسوب خدا کی طرف کرے تو بہاء اللہ مفتری نہیں مولوی عبداللہ صاحب کشمیری وہاں (کشمیر میں) مجھکو ملے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ تقول کی آیت بہاء اللہ پر چسپاں ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ تئیس سال تک زندہ رہا اور اگر یہ آیت عام معیار نہیں بلکہ خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے متعلق ہے جیسا کہ تو رات سے ظاہر ہے۔ کہ وہ نبی اگر جھوٹ بولیگا تو اس کے ساتھ ایسا ہو گا۔ تو اس سے مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہیں ہوتی۔

میں نے ان کو بتایا تھا کہ اس آیت میں لو تقول علینا فرمایا ہے۔ یوں نہیں فرمایا کہ لو تاله رجل اگر کوئی شخص الٰہ بنجائے ۔ تب یہ سزا ملیگی۔

اور تقول کے لئے لغت میں دو شرطیں ہیں۔ اول قائل اور ہو اور جسکی طرف قول کو منسوب کیا جائے وہ اور ہو۔ کیونکہ تقول کا صیغہ تکلف کو اور غیریت کو چاہتا ہے یعنی اگر کوئی شخص بات کہے کہ مجھے فلاں نے کہی ہے اور وہ جانتا ہو کہ اس نے نہیں کہی۔ تو یہ تقول ہے لیکن اگر اس کے برعکس ہو۔ اس کو غلطی لگی ہو تو عربی کے رو سے یہ تقول نہیں۔

ان دونوں شرطوں کے لحاظ سے یہ آیت بہاء اللہ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ اول تو وہ خدائی کا مدعی ہے۔ اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ خدائی کا مدعی ہے تو اس پر تقول کی آیت چسپاں کرنا باطل ہے۔ اسلئے کہ اپنی نسبت تقول محال ہے۔ یہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ غیریت ہو لیکن خدائی کا مدعی غیریت کا قائل نہیں ہوتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ غیر بھی ہو اور جانتا بھی ہو۔ کہ جس کی طرف میں کلام منسوب کرتا ہوں۔ اس نے وہ کلام نہیں کہا۔ یہ بھی بہاء اللہ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ بہاء اللہ اپنے آپ کو باب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور گو شریعت بابیہ میں کمی بیشی کرتا ہے۔ مگر عقاید میں باب سے مخالفت نہیں کرتا۔ اس کی مثال ناسخ و منسوخ کی سی ہے۔ اور ناسخ و منسوخ امر و نواہی میں ہوا کرتا ہے۔ واقعات میں نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی نمازیں چار کی بجائے پانچ۔ پانچ کی بجائے پچاس کر دے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آدمی کے متعلق کہا جائے کہ وہ آدمی نہیں۔ پس واقعات و عقاید جو ہیں ان میں وہ باب کے مطابق ہے۔ صرف اس کی شریعت میں کمی بیشی کرتا ہے۔

اب ہم باب کے دعوے کے متعلق دیکھتے ہیں کہ اسکے دعوے کی کیا بنیاد ہے۔ ایران میں ایک شیخیہ فرقہ ہے ان کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک زمانہ میں ایک شخص ہوتا ہے جس کی زبان امام کی زبان ہوتی ہے۔ امام مہدی چونکہ غائب ہیں۔ اس لئے باب امام مہدی کے لئے ایک ذریعہ کے طور پر ہے۔ جس کے ذریعہ دنیا پر امام مہدی کے اقوال اور ارشادات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور مہدی کے قول کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ مہدی کے قول اور خدا کے قول میں کوئی فرق نہیں۔ جو مہدی کہتا ہے وہ خدا کہتا ہے۔ اور باب وہ کہتا ہے جو امام مہدی کا قول ہوتا ہے۔ اس طرح ان کا عقیدہ تھا کہ باب کا قول خدا کا قول ہوتا ہے غرض اس عقیدہ کے مطابق انکے بہت سے باب گزرے ہیں آخری باب کی وفات کے بعد محمد علی نے باب ہونے کا دعوے کیا اور شیخیہ فرقے کے لوگ بکثرت اسکے ساتھ شامل ہو گئے۔ ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ انسان جب باب کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کا کلام خدا کا کلام ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے کلام میں غلطی نہیں کرتا۔ اس لئے وہ لوگ باب کے کلام کو خدا کا کلام قرار دیتے ہیں۔ چونکہ بہاء اللہ محمد علی باب کا مرید تھا۔ اور اسکی پیشگوئیوں کا اپنے آپ کو پورا کرنیوالا قرار دیتا تھا۔ تو اس کا عقیدہ اس امر کے متعلق باب کے عقیدہ کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ بہاء اللہ اپنے آپ کو باب سے بڑا خیال کرتا ہے اسکے عقیدہ کی رو سے اس کا کلام خدا کا کلام کہلانے کا زیادہ مستحق ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ یہ عقیدہ اس فرقہ میں جس کی بہائی شاخ ہیں نسلاً بعد نسل چلا آرہا ہے۔ اس لئے بہاء اللہ کا دعوے تقول کے ماتحت نہیں آسکتا اور اس کے لئے وہ سزا بھی نہیں ہو سکتی جو اس آیت میں مذکور ہے۔ پس ہم بہاء اللہ کو "مفتری" اور "متقول" نہیں کہہ سکتے البتہ "کاذب" کہینگے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے عرض کیا کہ اسکو قبولیت تو حاصل ہے۔

فرمایا قبولیت تو ڈوئی کو بھی حاصل تھی۔ امیرین امریکہ کا ایک مشہور شخص گذرا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

(۱) جو رائج الوقت خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔

(۲) وہ جو نئی بات منواتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کی بات پیش کیا کرتے ہیں ان کی قبولیت کوئی قبولیت نہیں ہوتی باب نے اس وقت دعوے کیا تھا۔ جبکہ ایران پر برطانیہ اور روس دونوں کے دانت تھے۔ باب نے کہا کہ اب

ایک بڑے شخص کا ظہور ہونے والا ہے میں اسکا قائم مقام ہوں۔ وہ خود اپنے آپ کو اتنے جوش سے ظاہر نہیں کرتا تھا۔ جتنا اس کے پرجوش ساتھیوں نے کر دیا انہوں نے پہلے سے ہی پالیسی یہ اختیار کی کہ اپنی تعداد بہت بتائی۔ روسی سفیر نے ان کی طرفداری کی۔ یہ لوگ روس کے طرفدار ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کتابیں روس میں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ روس کے قنصلوں نے سیاسی فوائد کی خاطر ان کی طرفداری کی اس لیئے بالطبع انکو ان کی طرف میلان پیدا ہوا اور ان سے میل جول کی وجہ سے یورپ کے رائج الوقت خیالات ان میں سرایت کر گئے چنانچہ ان کے خیالات وہی ہیں جو آج یورپ کے ہیں۔ مثلاً تعدد ازواج کے یہ مخالف ہیں۔ عورتوں کے حقوق پر یورپین خیالات کے مطابق زور دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر ان کا یہ طریق ہے کہ روز انہ اپنی تعلیم کو رائج الوقت خیالات کے مطابق کرتے جاتے ہیں۔ جس طرح تعلیم نئے جب ہندوستان کے مسلمانوں میں سے قرآن کی عظمت اور معجزات کی وقعت کم کر دی۔ تو جونہی ان کو سید احمد خاں صاحب کے خیالات معلوم ہوئے۔ ہر ایک تعلیم یافتہ سید احمد خاں صاحب کا معتقد ہو گیا۔ یہ سید احمد صاحب کی کرامت نہ تھی۔ بلکہ زمانہ اور تعلیم کا اثر تھا۔ اسی طرح ایران میں ہوا کہ وہ لوگ جو نئی روشنی سے متاثر تھے اور مذہب کے متعلق ڈگمگا رہے تھے۔ جب انہوں نے بابی اور بہائی تعلیم کو سنا اور دیکھا کہ اس طرح مذہب کے اندر رہ کر ان کو وہ آزادی حاصل ہو سکتی ہے جو پہلے بغیر مذہب سے باہر نکلے نہیں ہو سکتی تھی تو انھوں نے اس کی طرف توجہ کی اور اسکو اختیار کر لیا۔ بابیوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جہاں جائیں وہاں جس قسم کے خیالات ہوں انھی کو اپنے خیال کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ مفتی صاحب سے ان کے متعلق دریافت کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ امریکہ میں یہ لوگ یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ عیسائی رہو گرجے میں جاؤ مگر محض بہاء اللہ کو خدا کا بڑا اوتار مان لو۔ ہندوستان میں مہدی اور مسیح کی بحث کرتے ہیں ایسے لوگوں کی شہرت کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ کہ جہاں گئی ویسے ہی بن گئی۔ اصل کامیابی مسیح موعودؑ کی ہے کہ اوروں کا تو کیا ذکر خود مسلمان منکر ہو گئے تھے کہ خدا الفاظ میں وحی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لاکھوں انسانوں سے یہ بات منوا لی۔ پھر معجزات کے لوگ منکر تھے۔ آپ نے دنیا سے منوا لیا۔ لیکن بابیوں کی یہ

# زندہ باد مرہم عیسیٰ

ناظرین الفضل یہ کلمہ کفر مندرجہ عنوان پڑھکر متعجب ہوں گے۔ لیکن اسکی حقیقت پڑھکر غالباً میرے ہمنوا ہو جائینگے بات یہ ہے کہ عالم حقائق آگاہ مولنا سرور شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ پیغام والوں کو دراصل مسیح موعودؑ پر ایمان نہیں۔ محض اس شرم و حیا کی وجہ سے کہ غیر احمدی کیا کہینگے۔ احمدیت سے کلیہ طور پر قطع تعلق نہیں کیا۔ مولوی محمد علی صاحب کی محتاط تقریر و تحریر اس حقیقت پر پردہ ڈالتی رہتی ہے۔ وہ جو بات لکھتے ہیں۔ ایسے طریق پر لکھتے ہیں کہ عوام الناس پر یہ عدم ایمان بر حقیقت مسیح موعودؑ مخفی رہ جاتا ہے۔ خدا بھلا کرے حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کا۔ کہ یہ فاش گفتار شخص کچھ کچھ اس حقیقت حال سے پردہ اٹھا رہا ہے۔ پیغام صلح کی کرسی ادارت پر بیٹھکر ایک مضمون ۱۹ اکتوبر ۲۱ء کے پیغام میں لکھا ہے۔ جسمیں اپنے دو عقیدے واضح کر دئے ہیں۔

اول تو یہ کہ تفسیر سورۃ فاتحہ اعجاز المسیح اور قصیدہ اعجازی کی مثل لانے کی تحدی ایک زبانی تحدی تھی۔ اور وہ حقیقت اعجاز اپنے اندر نہ رکھتی تھی۔ جو نبوت کے کلام میں ہوتی ہے۔" (صفحہ ۳ کالم ۲ پیغام صلح نمبر ۱۶ جلد ۹)

یہ مشکل آپ کو اس لیئے پیش آئی۔ کہ کلام بے مثل ثابت ہونے سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ اس لیئے ان کے معجزہ ہونے ہی سے انکار کر دیا ہے میں اور تو کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ البتہ یہ کہے دیتا ہوں کہ اگر یہ کتابیں اپنے اندر حقیقت اعجاز نہیں رکھتیں تو اب تمام پیغام والے مل کر عرب و عجم کی مدد سے اسکی مثل لائیں۔ اور اس دعوی اعجاز کو باطل کریں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکینگے۔ بلکہ اس کے خلاف ایسی ہی باتیں کہینگے یا لکھینگے۔ جو آریہ اور عیسائی قرآن شریف کے بے مثل ہونے کے دعوی پر کیا کرتے ہیں۔

پھر حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ رقمطراز ہیں کہ "انبیاء کی نبوتیں اور رسالتیں ثابت ہیں مگر آپ کی ثابت نہیں۔ انبیاء نے جسقدر تحدیاں کیں وہ اسی طرح پوری ہوئیں۔ یہاں جتنی تحدی پیشگوئیوں کے متعلق آپ نے کیں انھیں میں ابتلاء پیش آ گئے"

مطلب صاف ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تمام وہ پیشگوئیاں جو تحدی کیساتھ کیں وہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور انبیاء کی پوری ہو جاتی رہیں۔ صرف احمدیت کے نام کو اپنے اوپر لینے کی وجہ سے فقرہ ذرا بدل کر لکھا ہے ورنہ مطلب یہی ہے۔ جو میں نے لکھ دیا۔ ابتلاء تو حضرت نبی کریمؐ کی اس پیشگوئی کے بارے میں بھی آیا جو دخول مسجد حرام کے متعلق تھی کہاں جم غفیر کو ساتھ بارادہ دخول مسجد حرام لانا اور اتنے فاصلہ سے لانا چھوٹی سی بات ہے۔ پھر صحابہ کرام کی جو حالت اس وقت ہوئی۔ وہ صحیح بخاری سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین بار فرمایا۔ اٹھو اور نحر کرو۔ مگر کوئی نہ اٹھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے جو کچھ کہا وہ بھی لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر کیا حضرت یونس کو خود اپنی پیشگوئی کے متعلق کم ابتلاء پیش آیا۔ اذ ابق الی الفلک المشحون بچارے شہر چھوڑ کر ہی بھاگ نکلے پھر حضرت موسیٰ کی پیشگوئی کم ابتلاء والی تھی۔ جس ملک کا وعدہ تھا اسکے لیئے چالیس سال تک جنگلوں ہی میں سرگشتہ و حیران رہے حتیٰ کہ وہ بالغ نسل ہی مر گئی۔ پھر حضرت نوحؑ کی پیشگوئی خود انھی کے متعلق کم ابتلاء والی تھی۔ کہ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا۔ انی اعظک ان تکون من الجاھلین تعجب ہے کہ حکیم محمد مرہم عیسیٰ ان پیشگوئیوں ہاں ان متحدیانہ پیشگوئیوں کی نسبت باوجود مذکورہ بالا حالات کے فرماتے ہیں۔ کہ بغیر ابتلاء کے پوری ہوئیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں میں ابتلاء ہی ابتلاء پیش آتے رہے۔ اور یہ بھی ظاہری الفاظ کی بنا پر ہے۔ ورنہ آپ کا مطلب تو صاف ہے کہ پوری ہی نہیں ہوئیں جیسا کہ امرتسری ثناء اللہ بھی لکھا کرتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو پیشگوئی تحدی سے کی وہ پوری نہیں ہوئی اور آپ نے بھی لکھ دیا کہ جتنی متحدیانہ پیشگوئیاں تھیں انھی میں ابتلاء پیش آئے۔ فرمائیے فرق کیا ہوا۔ نتیجہ ایک ہی ہے۔ وہ اشد مخالف ہے اس نے صاف کہدیا آپ نے ذرا فقرہ کو سنوار کر پیش کر دیا۔ اور یہ نہ خیال کیا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ کہ جو نشان آپ کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت ان سے ثابت ہو سکتی ہے۔ اب یہ کیا بیہودہ بات ہے کہ جس کے نشانوں کو تقسیم کر کے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ اسکی اپنی نبوت ثابت نہ ہو بلکہ کہا جائے کہ پیشگوئیاں ان کو ثابت نہیں کر سکتیں۔ (صفحہ پیغام ۷) ارمغان المظفر ہر حال میں تو حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کا ممنون ہوں کہ ان کی طفیل بار تدادہم عن المسیح الموعود کا ثبوت بے نقاب ہو گیا۔

# عجائبات امریکہ

(از مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب اسلامی مبلغ)

## فضول خرچی کی ایک بے نظیر مثال

مسز سمتھ ولکنسن ایک انگریز عورت لنڈن کی رہنے والی ہے۔ جس نے شہر پیرس میں تین ہفتہ کے اندر اپنے ذاتی اخراجات پر دو کروڑ روپیہ صرف کر دیا۔ اس کے کھانے کے برتن اور غسل کے ٹب سب پر جواہرات اور موتی جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ آجکل امریکہ آنے والی ہے۔ اور امریکن سوداگر خوش ہیں کیونکہ وہ بہت روپیہ یہاں خرچ کریگی۔ اس کے خادم ابھی سے نیویارک میں موجود ہیں۔ تاکہ اس کے لئے اعلےٰ سے اعلےٰ مکان خرید کر اس کے ذوق کے مطابق اسے آراستہ کریں ؎

## مسٹر ولسن وکیل بن گئے

مسٹر وڈرو ولسن نے آٹھ سال امریکہ کی پریزیڈنٹی کرنے کے بعد اب پیشہ وکالت اختیار کیا ہے۔ اس کے زمانۂ پریزیڈنٹی کے اسٹیٹ سکرٹری اور پرائیویٹ سکرٹری جو لازماً اس کے ساتھ ہی اپنے عہدوں سے الگ ہو گئے ہیں۔ اب اس کے ساتھ پیشہ وکالت میں امداد کے واسطے شامل ہوئے ہیں۔ مسٹر ٹافٹ کا جو ولسن سے قبل اس ملک کے پریزیڈنٹ تھے۔ عہدۂ سپریم کورٹ کی صدر ججی پر تقرر ہوا ہے ؎

## نئی زمین

جغرافیہ کی اسقدر تحقیقات کے بعد کہ گویا چپہ چپہ زمین کی پیمائش ہو چکی ہے۔ اب بھی کوئی نہ کوئی بات ایسی نکلتی رہتی ہے۔ جو بالکل نئی ہوتی ہے۔ بحیرہ انٹارکٹک میں پھرتے پھراتے ڈاکٹر کوک نے ایک نیا براعظم دریافت کیا ہے۔ جو تیل اور معدنیات کی کانوں سے پُر ہے۔ وہاں عجیب شکل کے پرندے بڑے قد کے پائے گئے ہیں ؎

## جنگوں کا خاتمہ ہو تو کیونکر؟

جبکہ یورپ کے فاضل اپنی تمام علمی طاقتوں کو رات دن اس فکر میں صرف کر رہے ہیں کہ انسانی جانوں اور اموال کو تلف کرنے کے مہیب آلات ایجاد کئے جائیں۔ امریکہ کے ڈاکٹر ہچنسن صاحب نے ایک توپ ایجاد کی ہے۔ جسمیں سے بغیر آواز کے گولے تین سو میل کے فاصلہ پر جا گرتے ہیں۔ آج تک اتنی دور پھینکنے والی کوئی توپ ایجاد نہ ہوئی تھی ؎

## کلیسیائے حیوانات

مسٹر رائل ڈکسن صاحب جنھوں نے اپنی زندگی حیوانات اور نباتات کے عجائبات کے مطالعہ میں گذاری ہے۔ اور اس مضمون پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ انھوں نے حفاظتِ حقوقِ نباتات و حیوانات کا ایک نیا گرجا قائم کیا ہے۔ جس کے ممبر اتوار کے روز اس غرض کے واسطے جمع ہوا کرینگے۔ اور چندہ جمع کر کے ان کے مشنری تمام ملکوں کو بھیجے جائینگے ؎

## قحط سالی

کیلیفورنیا میں بہت سے ہندوستانی مسلمان، سکھ اور ہندو زراعت پیشہ ہیں وہاں سے یہ افسوسناک خبر آئی ہے۔ کہ کثرت باران کے سبب فصل مارے گئے ہیں۔ اور لوگ بہت تنگی کی حالت میں ہیں ؎

## شدت گرمی

اس ملک کی اور خصوصاً اس علاقہ کی جسمیں عاجز آجکل مقیم ہے۔ سردی لنڈن کی سردی سے کئی درجہ بڑھکر ہے۔ اور گرمی پنجاب کی گرمی سے بڑھکر۔ سوائے اس کے کہ گرم ہوا نہیں چلتی اور رات نسبتاً ٹھنڈی ہوتی ہے۔ ماہ جولائی کے شروع میں گرمی ۹۰ اور ۱۰۰ درجے کے درمیان رہی۔ ایک ہفتہ کے اندر شہر ڈیٹرائٹ میں سات آدمی شکاگو میں پانچ آدمی اور ریاست اوہایو میں چالیس آدمی شدت گرمی سے گر کر مر گئے۔ شدت گرمی کے وقت عموماً ہوا بند اور حبس شدید ہوتا ہے۔ اور غالباً اسی سبب سے گرمی مہلک ہو جاتی ہے۔ نہ بہت گرمی اچھی نہ بہت سردی اچھی۔ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اپنے حفظ اور امن میں رکھے۔

## آزادی کی عید

۴ جولائی۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس میں ملکی عید کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے جس دن بہت سی لڑائیوں کے بعد بالآخر یہ ملک گورنمنٹ برطانیہ سے الگ بالکل ایک آزاد ملک اور جمہوری حکومت کی بنیاد رکھنے والا ہوا۔ اس دن کو انڈیپنڈنس ڈے کہتے ہیں۔ تمام کاروبار اس دن بند رہتے ہیں سوائے کھیلوں اور تماشہ گاہوں کے۔ ہندوستان میں چھٹی کے دن کا مفہوم صرف یہ ہوتا ہے کہ اس دن سرکاری دفاتر اور کچہریاں بند رہیں۔ یہاں چھٹی میں تمام دکانیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ تاکہ تاجر اور ان کے ملازمین بھی چھٹی منائیں۔ صرف نان بائیوں کی دوکان اور چائے شربت پلانے والوں کی دکانیں کھلی رہتی ہیں۔ تاکہ لوگ کھا پی سکیں۔ اس دن بچے آتش بازی چلاتے ہیں۔ جو بہت خوفناک ہوتی ہے۔ اور چونکہ اکثر مکان لکڑی کے بنے ہوتے ہیں۔ اسواسطے بہت جگہ آگ لگ جاتی ہے۔ گذشتہ ۴ جولائی کو صرف شہر ڈیٹرائٹ میں پینتیس ۳۵ مکانوں میں آگ لگی۔ آگ بجھانے کے انجن سب جگہ بروقت پہنچ نہ سکے۔ اور بہت سی جانیں تلف ہوئیں۔ نعوذ باللہ من الغفار و غضب الجبار ؎

## آدمی چوری گیا

جن دنوں عاجز اسکول میں تھا سرکاری مدارس میں فارسی بھی پڑھائی جاتی تھی، معلوم نہیں۔ اب فارسی زبان کا کیا حال ہے لوئر پرائمری میں ایک کتاب پڑھائی جاتی تھی۔ جسمیں ایک حکایت تھی۔ کہ ایک شخص کا گدھا چوری ہو گیا اس نے جب سنا۔ تو مسجد میں جا کر سربسجدہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کہ یہ شکر کیسا۔ تو اس نے کہا کہ شکر اس بات کا کہ جب گدھا چوری ہوا اسوقت میں اس پر سوار نہ تھا۔ ورنہ میں بھی چرایا جاتا۔ اس قصہ کو پڑھ کر ہم ہنسا کرتے تھے۔ کہ کیا کبھی آدمی بھی چرائے جاتے ہیں۔ مگر یہاں کوئی دن ایسا خالی نہیں جاتا۔ جس دن اخباروں میں ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں ایک دو آدمیوں کے چرائے جانے کی خبر نہ درج ہو۔ چوری بعض جگہ بشکل ڈاکہ اور بعض جگہ حکمت عملی سے ہوتی ہے۔ ایک امیر عورت کے مکان پر ایک شخص دوپہر کے وقت آیا۔ اور اس کی بہن کا نام لیکر کہا کہ اس نام کی ایک عورت اتفاقاً ایک موٹر سے ٹکرا کر راستہ میں گر گئی اور بے ہوش پڑی ہے۔ بعض لوگوں نے پہچانا ہے کہ وہ آپ کی رشتہ دار

ہے۔ اور آپ کے پاس آرہی تھی۔ مجھے پولیس نے موٹر دے کر بھیجا ہے۔ کہ میں آپکو فوراً وہاں شناخت کے واسطے لے جاؤں۔ عورت گھبرائی ہوئی اس کے ساتھ چلی گئی۔ کئی دن کے بعد پتہ لگا کہ وہ چوروں کے قبضے میں ہے۔ جو کئی لاکھ ڈالر مانگتے ہیں۔ حال میں ایک مشہور لیکچرار جس کی تمدنی تقریریں بعض پارٹیوں کے خلاف تھیں چورایا گیا ہے۔ بارہ آدمی آکر اس کے گھر سے اُسے لے کر موٹر میں بٹھا کر کچھ پتہ نہیں لگا کہ کہاں لے گئے ہیں۔

## عورتوں کے لئے ورزش

لنڈن کی ایک بی ڈاکٹرنی نے شائع کیا تھا کہ کثرت ورزش سے عورتیں اس قابل نہیں رہتیں۔ کہ ان سے اولاد پیدا ہو۔ یہاں کے محکمہ تعلیم کی افسر ورزش نے اس کی تردید کی ہے۔ ان کا نام ڈاکٹر مس بیرن ہے۔ وہ لکھتی ہیں۔ کہ ان کے ماتحت سکولوں میں ایک عرصہ سے لڑکیوں کو برابر ورزش کرائی جاتی ہے۔ اور انہیں سے جن کو شادی کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ ان سب کے ہاں عموماً اولاد ہے۔

## چور کا طبی علاج

ایک عورت بال بچوں والی جس کا خاوند معقول آمدنی رکھتا ہے اور اپنی بیوی کی تمام ضروریات کو خوشی سے مہیا کرتا ہے تین دفعہ چوری کرتی ہوئی گرفتار ہوئی۔ ایک ڈاکٹر نے رائے قائم کی ہے۔ کہ یہ مرض ہے۔ جس کا علاج جیل خانہ نہیں۔ بلکہ بعض بدنی غدود کو خوراک کم ملی ہے۔ اور ان کے کمزور ہونے کے سبب اس کا میلان سرقہ کی طرف ہو گیا ہے۔ حکام نے اس عورت کو ایک شفاخانہ میں ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج تین ماہ کے واسطے تجربتاً رکھا ہے۔ عورت کا نام مسز لیبووٹز اور ڈاکٹر صاحب کا نام ای۔ ایچ واگھن ہے۔

## توبہ کے معنی

توبہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان ایک بدی کو اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دے کہ بعد اس کے اگر وہ آگ میں بھی ڈالا جائے۔ تب بھی وہ بدی ہرگز نہ کریگا۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰) حضرت مسیح موعودؑ

# جواز سود کیلئے سعی ناکام

(۴)

## ابن عباس کا خیال سود کے متعلق

مصنف رسالہ سود لکھتے ہیں۔ ربو نسیہ ہی صرف حرام ہے اور ابن عباس بھی اسی کو حرام سمجھتے تھے۔ اور امام رازی بھی اسی کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور امام بخاری نے بھی یہ قول نقل کیا ہے۔ لا ربا الا بالنسیۃ افسوس ہے کہ یا تو انہوں نے تفسیر کو دیکھے بغیر لکھ دیا ہے یا کسی اور وجہ سے خطرناک دھوکہ کھایا ہے۔ کیونکہ جہاں سے مصنف استدلال کرتا ہے امام رازی اور ابن عباس کا یہ مذہب ہے کہ ربا نسیۃ جو عرب میں رائج تھا وہی صرف حرام ہے باقی نہیں وہیں ساتھ ہی یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ انہوں نے اس خیال سے رجوع کیا اور پھر بڑے بڑے بعض صحابہ نے ان کو بڑے زور سے پوچھا کہ اے ابن عباس یہ کیا تو نے کہا تو انہوں نے کہا کہ میں اب اس خیال سے رجوع کر رہا ہوں چنانچہ میں سارا حوالہ درج کر دیتا ہوں۔ اعلم ان الربو قسمین ربا النسیۃ وربا الفضل اما ربا النسیۃ فھو الامر الذی کان مشہوراً متعارفاً فی الجاھلیۃ و ذالک انھم کانوا یدفعون المال علی ان یاخذوا کل شھر قدرا معینا و یکون راس المال باقیا ثم اذا حل الدین طالبوا المدیون براس المال فان تعذر علیہ الاداء زادوا فی الحق والاجل فھذا ھو الربا الذی کانوا فی الجاھلیۃ یتعاملون بہ واما ربا النقد فھو ان یباع من الحنطۃ بمنوین منھا وما اشبہ ذالک اذا عرفت ھذا فنقول المروی عن ابن عباس انہ کان لا یحرم الا القسم الاول فکان یقول لا ربا الا فی النسیۃ فقال لہ ابو سعید الخدری شھدت ما لم تشھد او سمعت من رسول اللہ صلعم ما لم نسمع ثم روی انہ رجع عنہ وقال محمد بن سیرین کنا فی بیت و معنا عکرمۃ فقال رجل یا عکرمۃ اما تذکر ونحن فی بیت فلان ومعنا ابن عباس فقال انما کنت استحللت الصرف برائی ثم بلغنی انہ من رسول اللہ صلعم حرمہ فاشھدوا انی حرمتہ و برئت منہ الی اللہ تعالیٰ

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۵۲۹)

جاننا چاہئے کہ سود دو قسم کا ہے سود ادھار اور سود نقد۔ پہلی قسم وہ ہے جو جاہلیت میں مشہور اور معروف تھی اور یہ اس لئے کہ وہ اپنے مال کو اس شرط پر دیدیتے تھے کہ ہر مہینے ایک مقررہ رقم اس پر لیلیا کرینگے۔ اور اصل مال بھی باقی رہیگا۔ پھر جب قرضہ واپس لینے کا وقت آجاتا تو وہ قرضخواہ سے اصل روپیہ طلب کرتے اور اگر مدیون پر ادا کرنا وقت مقررہ پر مشکل ہوتا تو وہ اجل زیادہ کر دیتا اور اسی طرح سود بھی بڑھا دیتا پس یہ وہ سود ہے جو جاہلیت میں ہوتا تھا۔ لیکن نقد سود کہ مثلاً دو من گندم کو ایک من کے ساتھ اور جو اس کے مشابہ ہو تا بیچ دیتے۔ اسکے معلوم کرنے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ ابن عباس کے نزدیک پہلی قسم ہی حرام تھا۔ کیونکہ وہ کہا کرتے تھے کہ سود ادھار میں ہی ہوتا ہے۔ پس ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابن عباس سے پوچھا۔ کہ اے ابن عباس تو نے اس چیز کی گواہی دی جو ہم نے نہیں سنی۔ کیا تو نے نبی کریم سے سنا جو ہم نے نہیں سنا۔ روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اس سے رجوع کیا اور محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ ہم ایک گھر میں تھے اور ہمارے ساتھ عکرمہ تھے۔ پس ایک آدمی نے کہا کہ اے عکرمہ کیا تجھ کو معلوم نہیں جبکہ ہم فلاں آدمی کے گھر میں تھے اور ہمارے ساتھ ابن عباس تھے اور ابن عباس نے کہا تھا کہ میں نے اپنی رائے کے ساتھ باقی سود کو حلال سمجھا تھا۔ مگر پیچھے مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے اس کو بھی حرام کر دیا ہے۔ پس تم گواہ رہو کہ میں بھی اسکو حرام سمجھتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف اس خیال سے بریت کا اظہار کرتا ہوں۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ نہ صرف ابن عباس بلکہ باقی صحابہ بھی اور نہ صرف باقی صحابہ بلکہ نبی کریم صلعم بھی سب قسم کے سود کو حرام سمجھتے تھے۔ باقی آئندہ (ظہور حسین مولوی فاضل)

## ابتداء مالی سال ۱۹۲۱ و ۱۹۲۲ء

اللہ تعالیٰ احباب کو مبارک فرمائے۔ سنہ ۱۹۲۰ و ۱۹۲۱ء کے چندوں کا حساب ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء تک ختم ہو چکا ہے اور یکم نومبر سے جو چندے آئینگے وہ سنہ ۱۹۲۱ و ۱۹۲۲ء میں لکھے جائینگے۔ سال گذشتہ کے متعلق بعض فہرستیں زیر تیاری ہیں جو صاحب سے طلب کی ہیں۔ وہ حتی الوسع جلد پہنچانی چاہئیں۔ (ناظر بیت المال)

# پادری والٹر صاحب ایم اے
## اور
# سلسلہ احمدیہ

پادری اے ایچ والٹر صاحب ایم اے کی تصنیف "احمدیہ موومنٹ" میری نظر سے گذری۔ یہ کتاب عیسائی نقطہ نگاہ سے لکھی گئی ہے۔ اور بعض مقامات سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حقیقتاً مصنف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو یا تو سمجھا ہی نہیں۔ یا پادریانہ طرز عمل سے کام لیکر حضور کے کلام کو ایسے معنے پہنائے ہیں۔ جو حضور کی منشاء کے صریحاً خلاف ہیں۔ مثلاً حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا ذکر تین پہلوؤں سے فرمایا ہے۔ ایک تو آپ کا وہ نقشہ کھینچا ہے۔ جو عیسائیوں کے اعتقادات اور کتب سے نظر آتا ہے۔ دوسرا وہ جو عام غیر احمدی مسلمانوں کے اعتقادات کی رو سے بنتا ہے۔ اور تیسری اصلی تصویر کھینچی ہے۔ اور یہی وہ تصویر ہے۔ جو حضور اور حضور کے خدام کے اعتقاد کے مطابق ہے۔ چونکہ پہلے دونوں نقشے غلط تھے۔ انہیں غلط ثابت کرنے کے لئے لکھا اور جب وہ غلط ثابت ہو گئے۔ تو اصلی صورت پیش کرنی ضروری تھی۔ لیکن پادری صاحب موصوف نے جناب مسیح علیہ السلام کے متعلق جو کچھ حضور مسیح موعودؑ نے لکھا۔ خواہ کسی منشاء کو سامنے رکھ کر لکھا۔ اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا اعتقاد کہہ کر اسمیں تناقض ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن جیساکہ کتاب کا نام ظاہر کرتا ہے۔ آگے چلکر اسمیں جماعت احمدیہ کے اندرونی اختلافات پر بھی بحث کی گئی ہے۔ چونکہ اس اختلافی مضمون سے مصنف کو نہ کوئی تعلق ہے۔ اور نہ نفرت۔ اسلئے میرا خیال ہے۔ کہ اس کی رائے کا مطالعہ ایک حد تک ضرور مفید ہوگا۔ اس لئے اس کتاب کے چند چند مقامات کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ نیاز مند بشیر احمد
(ابن حقانی مرحوم)

بانی سلسلہ کی وفات کے بعد جماعت کی راہ نمائی حکیم نورالدین رضؓ (جو سب سے پہلے مرید تھے) کے متعلق ہوئی۔ حکیم نورالدین ایک عالم۔ ہوشیار اور محنتی آدمی تھے بانی سلسلہ کی آخری وصیت کے مطابق جماعت احمدیہ کے امور ایک کمیٹی کے ماتحت رکھے گئے۔ جس کا نام صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اور جسکو (اگرچہ وصیت میں کھلے طور پر اس کا مذکور نہیں۔ مگر ہر شخص یہی سمجھتا تھا) جماعت کے منتخب سردار یعنے خلیفۃ المسیح کے ماتحت کام کرنا ہوگا۔ نور الدین اپنی خلافت کی وجہ سے ناجائز اختیارات برتنے سے پرہیز کرتے رہے اور اپنے آپ کو فقط ایک خادم انجمن ہی سمجھتے رہے باوجودیکہ جماعت کے بانی کی جاذب ہستی اب موجود نہ تھی۔ تاہم اس روش کی وجہ سے جماعت خاصی ترقی کرتی رہی۔ مگر جوں جوں وقت گذرتا گیا پھوٹ کے آثار نمایاں ہوتے گئے۔ ۱۹۱۳ء میں جب مسلمانوں میں کانپور کی مسجد کے متعلق شورش پھیلی۔ تو جماعت احمدیہ کی پھوٹ پہلی دفعہ نمایاں طور پر ظاہر ہوئی۔ اسوقت کے متعلق سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ اور ان لوگوں میں جنہوں نے اس مضمون کے متعلق اپنے خیالات کا بہت جوش سے اظہار کیا تھا۔ خواجہ کمال الدین (جنہوں نے تھوڑے ہی دنوں سے انگلستان میں ایک اسلامی رسالہ کا اجرا کیا تھا) بھی تھے۔ چونکہ خواجہ کمال الدین کا یہ فعل مرزا غلام احمد صاحب کی اس تعلیم سے کہ ان کے مرید ہر طرح کے سیاسی جھگڑوں سے بالکل الگ رہیں۔ اور اپنی پوری طاقت صرف مذہبی پہلو پر خرچ کریں۔ بالکل مخالف پڑتا تھا۔ اسلئے یہ امید کی جاتی تھی۔ کہ جماعت احمدیہ کے بعض افراد خواجہ صاحب کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ چنانچہ احمدیہ اخبار "الفضل" نے جس کے مدیر مرزا غلام احمد صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادہ تھے۔ خواجہ صاحب کے اس فعل کے خلاف بڑے زوردار الفاظ میں لکھا بیشتر اسکے کہ جماعت احمدیہ کا یہ اندرونی جھگڑا بڑھنے پائے۔ لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند کے فیصلے سے اصلی تنازعہ کی جڑ ہی کٹ گئی۔ تاہم جماعت احمدیہ کے چند افراد کے دلوں میں مرزا صاحب کے صاحبزادے کے متعلق اس وجہ سے نفرت پیدا ہو گئی کہ ان کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کے صاحبزادہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے خیالات کو ناواجب حد تک تقویت دینے لگے۔ دوسری طرف اکثر کنزرویٹو احمدیوں نے یہ محسوس کیا کہ خواجہ کمال الدین اور ان کی پارٹی نے سیاسی تنازعات میں عام مسلمانوں کا ساتھ دیکر اور آل انڈیا مسلم لیگ کی شمولیت اختیار کر کے جسے خود مرزا صاحب زہر آلود سمجھتے تھے۔ بانی سلسلہ سے بغاوت اختیار کی ہے۔

عام طور پر موخر الذکر (لاہوری) ان اختلافات کو جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ہیں۔ گھٹاتے ہیں۔ لیکن قادیان والے انہیں اصولی سمجھتے ہیں۔ یہ بات بہت طرح سے واضح ہے۔

قادیان والے اب تک حضرت مرزا صاحب کے ان حکموں کو کہ سچے احمدی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں غیر احمدیوں کے جنازوں میں شریک نہ ہوں۔ اور غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہ دیں۔ ان کی لڑکیاں بے شک لیں۔ قابل عمل سمجھتے ہیں۔ اور ان پر بہت زور دیتے ہیں۔ لیکن اب لاہوری یہ یقین رکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے یہ احکام صرف احمدیت کے زمانہ آغاز تک ہی قابل عمل تھے۔ اور مختص الوقت تھے۔ ان کی تصنیفات اور مشنری کاموں میں مرزا صاحب کے دعاوی اور ان کی ذات (والاصفات) کا کہیں پتہ نہیں۔

قادیان کی انجمنیں اس چندہ پر چلتی ہیں۔ جو سارے ہندوستان کے احمدی بھیجتے ہیں۔ علاوہ اس چندہ کے ہر مخلص احمدی سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ترکہ کا کم از کم دسواں حصہ وصیت کر جائے قادیان کی جماعت عام مسلمانوں کے سامنے دست سوال ہرگز نہیں پھیلاتی۔

لاہوری گروہ کے لیڈروں اور واعظوں کی اپیل عام مسلمانوں کی طرف ہوتی ہے۔ اور انہیں اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے۔ کہ آپس کے تنازعات کو بھلادیں۔ اور ساری دنیا میں اسلام پھیلانے کی متفقہ کوشش کریں۔

میں نے ۱۹۱۶ء میں قادیان جاکر حالانکہ اسوقت

احمدؑ کی وفات کو ۱۰ سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ ایک ایسی جماعت دیکھی۔ جنہیں مذہب کیلئے وہ سچا اور زبردست جوش تھا۔ جو ہندوستان کے عام مسلمانوں میں آج بالکل مفقود ہے۔ قادیان میں اگر انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایک مسلمان بجسے عام مولویوں سے بوجہ ان کی جہالت اور بے ایمانی کے جن کے نزدیک محمدؐ بلحاظ تواریخ صرف ایک گذشتہ ہستی اور مکہ بلحاظ جغرافیہ کے دور دراز شہر ہے۔ نفرت پیدا ہو گئی ہو۔ رمحبت اور ایمان کی وہ روح جسے وہ عام مسلمانوں میں بے فائدہ تلاش کرتا رہا۔ بافراط ملیگی۔

خواجہ کمال الدین اور اسکے مرتد ساتھی اسقدر دُنیا کے بندے ہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو برخلاف وابستگان قادیان کے فقط مذہبی معاملات میں کلی منہمک نہیں کر سکے۔

اب یہ یقینی نظر آتا ہے کہ لاہوری پارٹی ہندوستان کے عام مسلمانوں کے اس فریق میں جس کا نام آل انڈیا مسلم لیگ ہے۔ جذب ہو جائیگی۔

لیکن قادیان کی جماعت وسیع دائرہ اسلام کی ایک مستقل اور غالباً بڑھنے والی قوس کی شکل میں رہیگی۔

---

## چندہ مستورات

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے ماتحت بعض انجمنوں میں چندہ مستورات کا خاص طور پر انتظام کیا گیا ہے۔ مگر بہت سے مقامات پر اس چندہ کی طرف توجہ نہیں ہوئی ہے۔ امید ہے۔ کہ کچھ سال ہر جگہ یہ انتظام مکمل ہو جائیگا۔ اور اگر مرد ادھر کی طرف کم توجہی کرینگے۔ تو خود مستورات اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر مکمل فرمائینگی۔ بلکہ خود مردوں کو بھی اپنے عمدہ نمونہ سے چوکس کرینگی۔ مستورات کا چندہ متعدد مقامات پر باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ لیکن لدھیانہ سے ایک خاص رپورٹ پہنچی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس انجمن کی مستورات وصولی چندہ میں مردوں کی تحریک کی مطلق محتاج نہیں رہی ہیں۔ بلکہ اکثر موقعوں پر اور بعض اپنے عمدہ طریق عمل سے خود مردوں کو بھی امداد پہونچاتی ہے۔ مردوں کے چندہ سے اس انجمن کی مستورات کے چندہ کی نسبت ۱۰ و ۷ کی بنتی ہے۔ نقد چندہ کے علاوہ نور ہسپتال کے زنانہ وارڈ کے لئے ۱۰۰ چندہ دیا ہے۔ اور جلسہ سالانہ کے لئے لالٹینیں جو جماعت لدھیانہ نے فراہم کی ہیں۔ انہیں مستورات کا حصہ ہوگا۔ غرض اس جماعت کی مستورات اپنی باقاعدگی میں اپنی دوسری بہنوں کے لئے ایک نہایت اچھا نمونہ ہیں۔ آپس میں جلسے بھی کرتی ہیں۔ اور ایک دوسری کو مختلف موقعوں پر دعوت کر کے ملاقات بڑھا کر تحریص و ترغیب میں مصروف رہتی ہیں۔ اور پھر مردوں کی دینی دلچسپی معلوم کرتی اور بڑھانے کی تحریک کرتی ہیں۔

اُمید ہے کہ اور مقامات کی بہنیں بھی اسی طرح خدمت دین میں حصہ لینگی۔ والسلام

نیازمند ناظر بیت المال۔ قادیان

---

## ایک حافظ قرآن

ایک حافظ قرآن جو آنکھوں سے نابینا ہیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ اور کچھ صرف و نحو عربی بھی جانتے ہیں۔ متلاشی روزگار ہیں۔ حافظ صاحب کی ایک بیوی (جو وہ بھی نابینا ہے) اور لڑکا ہے۔ اگر کسی صاحب یا انجمن احمدیہ کو بچوں کو قرآن شریف حفظ کرانے کے لئے ضرورت ہو۔ تو ان کو بلالیں۔ کھانا اور متفرق اخراجات کے لئے کچھ نقدی پر وہ رہ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق بہت جلد امور عامہ سے خط و کتابت کی جائے۔ ناظر امور عامہ قادیان

---

## تلاش عزیز

میرا لڑکا شریف احمد عمر ۱۴ سال رنگ گندم۔ چشم موٹی۔ قد میانہ ایک ٹانگ پر گھٹنے کے کاٹنے کا داغ ہے۔ پرائمری انگریزی پاس شدہ۔ دار الصناعت سیالکوٹ سے نومبر شروع سے مفقود الخبر ہے۔ اگر کسی بھائی کو اس کا کوئی پتہ لگے۔ تو مجھے اطلاع دیں۔ بہت ہی ممنون ہونگا۔ خاکسار اللہ دتا۔ درگاہ نولکھی۔ صدر سیالکوٹ شہر

---

## نظم

### بزم محمود

(از نائب ایڈیٹر)

(یہ نظم ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر مسجد مبارک میں بحضور خلیفۃ المسیح پڑھی گئی)

بزم محمود کا نقشہ دیکھو ۔۔۔ شان معبود کا جلوہ دیکھو
عرش سے نور اترتا دیکھو ۔۔۔ رنگ سرخ کفر کا اڑتا دیکھو
کون بیٹھا ہے سر سجادہ ۔۔۔ ہے کس نور کا ٹکڑا دیکھو
باغ عالم میں بہار تازہ ۔۔۔ جسکے دم سے ہے وہ پودا دیکھو
تم نے احمدؑ کو نہیں گر دیکھا ۔۔۔ آؤ! محمود سا بیٹا دیکھو
پیکر نور نظر آتا ہے ۔۔۔ میری آنکھوں سے تماشا دیکھو
سر سجادہ جوان رعنا ۔۔۔ دلربا شان سے بیٹھا دیکھو
آنکھ نیچی ہے زباں ہے خاموش ۔۔۔ اپ تعقین۔ یہ طرفہ دیکھو
بدر کامل کا نہیں ہیں منکر ۔۔۔ دیکھنے والو! یہ چہرہ دیکھو
قلب صافی ہے کہ اک منبع نور ۔۔۔ اس سے بہتا ہوا دریا دیکھو
اسکے الفاظ میں تاثیر تضاد ۔۔۔ مرگ غیر اور مرا احیا دیکھو
بزم محمود میں اصحاب مسیحؑ ۔۔۔ چاند کے گرد ہے ہالا دیکھو
ساری دُنیا کو سمجھتا ہے حقیر ۔۔۔ اس کے مجنون کا تماشا دیکھو
کس کی فرقت میں مرا دل کافر ۔۔۔ ہو گیا تھا میرے مولا دیکھو

(قطعہ بند)

وہ نہ آتا تو یہ کھویا جاتا ۔۔۔ کس کی آمد نے بچایا دیکھو
کر دیا کس نے منور دل کو ۔۔۔ رُوح مردہ ہوئی زندہ دیکھو
کس کی زلفوں میں الجھنے کیلئے ۔۔۔ اُڑ رہا ہے دل شیدا دیکھو
میرے پہلو سے ہوا دل غائب ۔۔۔ کس کے فتراک میں اٹکا دیکھو
لطف ساقی سے خرابات نشین ۔۔۔ صاحب عرش سے گویا دیکھو
ہے یہ وہ بزم مقدس جسمیں ۔۔۔ عقل کا پاؤں الجھتا دیکھو
آپ کی ایک دعا کا طالب ۔۔۔ یہ کھڑا ہے مرے مولا دیکھو

طالب وصل الٰہی ہے شہاب
اے خداوند! خدارا دیکھو

# آریہ سماج سے مطالبہ

عرصہ چھیالیس ۴۶ سال کا ہوا۔ کہ قادیان میں پنڈت کھڑک سنگھ صاحب آریہ بغرض مباحثہ تشریف لائے تھے اور دیگر آریوں کی طرح لاف زنی کرتے تھے اور دعوے کرتے تھے کہ وید ہی ست ودیاؤں کا پستک ہے لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ سے اپنی لاف زنیوں کے جواب میں زبردست تقریر سنی تو لاجواب ہو کر ایسے شرمندہ ہوئے کہ آریہ دھرم سے دست بردار ہو گئے مارے شرم کے اسلام تو نصیب نہ ہوا لیکن عیسائی ہو گئے۔ اور آریہ دہرم کے خلاف چند زبردست لیکچر چھاپ کر شائع کئے۔

اب ہم اسی قدیم چیلنج کو جس نے اسوقت آریہ سماج اور پنڈت کھڑک سنگھ کو خاموش کر دیا تھا پھر آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کر کے عرض کرتے ہیں کہ اگر واقعی وید مقدس ست ودیاؤں کا پستک ہے تو ہمیں اس مدلل مطالبہ کا جواب ملنا چاہیئے۔

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ میں نے یہی مضمون (عظمت القرآن)[۱] آریوں کے سامنے پیش کیا اور پرانے قرضہ کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ میں نے کہا کہ اخبار پرکاش یا آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے ہی اسکا جواب دلایا جاوے۔ لیکن ان کے رویہ نے ظاہر کر دیا کہ آریہ سماج قرآنی خوبیوں اور دلائل کا مقابلہ وید لیکھ اور دیگر کتب سماوی کی مدد سے بھی نہیں کر سکتی۔ اب میں اس رسالہ عظمت القرآن کا وہی مطالبہ اختصار سے درج اخبار کرتا ہوں شاید یہ آریہ صاحبان اور دیگر متلاشیان حق کو فائدہ پہنچا دے۔

(۱) اول یہ کہ اس روشنی کے زمانہ میں صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی آسمانی کتاب ہے جو بنی نوع انسان کی ضروریات اور اصلاح خلق کیلئے کافی اور کامل ترین ہے اور موجودہ خرابیوں اور ظلمتوں کیلئے اس میں جو ہدایات اور احکام درج ہیں ان سب پر قرآن شریف عقلی دلائل اور براہین قائم کرتا ہے اور کوئی دعوےٰ اور حکم بلا دلیل کے پیش نہیں کرتا۔ لیکن دوسری سماوی کتب مثل وید توریت انجیل وغیرہ مثل کتھا کے ہیں جو عقلی دلائل اور براہین قاطعہ سے محض بے نصیب اور تہیدست ہیں قرآن شریف ایسی مفصل اور مدلل کتاب ہے کہ اس کی طرح نہ وید میں نہ انجیل و توریت میں یہ طاقت ہے کہ کسی فرقہ مخالفہ کا رد۔ دہریہ۔ طبعیہ۔ ملحد۔ منکر الہام۔ منکر نبوت کی تردید اور بت پرست وغیرہم کا ابطال عقلیہ دلائل سے کیا گیا ہو۔ قرآن شریف کے مقابل میں دوسری کتابیں تو مثل مردہ کے ہیں کہ جس میں جان ہو لیس ایسی نہیں کہ ایسی کامل مدلل اور مکمل کتاب کے ہوتے ہوئے انسان کسی اور کتاب کی طرف اصلاح نفس کیلئے توجہ کرے۔

(۲) قرآن شریف اگرچہ چھوٹی سی کتاب ہے جو لاکھوں افراد کو از بر یاد ہے لیکن اسمیں اس قدر احکام اور اس قدر ہدایتیں موجود ہیں کہ اتنی ہدایتیں اور احکام مع ادلہ کاملہ وید انجیل و توریت میں ہرگز نہیں اگر ہیں تو آریہ صاحبان اور پادری صاحبان ان احکام اور ہدایتوں کو اپنی اپنی کتابوں سے مع پتہ و نشان نکال کر شائع کریں جو رسالہ عظمت القرآن میں ۴۵ برس سے شائع و متعارف ہیں اگر وہ احکام ان کے نزدیک غلط اور غیر صحیح ہیں تو ان کا ابطال بحوالہ اپنی الہامی کتابوں کے شائع کریں۔ اور کہیں کہ فلاں احکام صحیح نہیں بلکہ اس کے بجائے فلاں فلاں احکام مع ادلہ کاملہ موجود ہیں۔

(۳) جسقدر نئے مذاہب باطلہ اور موجودہ زمانہ کی خرابیاں انسانی ترقی کی سد راہ ہیں یا اور نئے مذاہب باطلہ جو آئندہ زمانہ میں پیدا ہونگے۔ ان سب کی تردید عقلیہ دلائل سے قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن شریف کا یہ لاثانی اور عظیم الشان معجزہ ہے۔ کہ جو مذاہب باطلہ انیسویں اور بیسویں صدی میں پیدا ہوئے ان کی تردید مع ادلہ کاملہ اور براہین ساطعہ قرآن شریف میں ۱۳۰۰ سال سے موجود ہے۔ جو ہم بحوالہ نمبر وار مسطر پیش کرنے کو تیار اور مستعد ہیں (بفضلہ تعالیٰ) لیکن اس کے مقابلہ میں دوسری کتابیں اور ٹریکٹ کے رنگ میں ضعیف اور کمزور ہیں جو فی الواقعہ مردہ کے حکم میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ختم المرسلینؐ پر ایسا جامع کلام نازل ہوا۔ جس کے بعد نئی کتاب کی ضرورت رہی نہ نئے صاحب شریعت نبی کی حاجت۔

اس میں شک نہیں کہ دوسری کتابیں وقتی اور مکانی ضروریات کی خاطر نازل ہو کر عرصہ ہوا کہ اپنا فرض ادا کر چکیں۔ اب موجودہ زمانہ کے نئے عالمگیر ضروریات کو ہرگز پورا نہیں کر سکتیں اور مزید براں اب محرف مبدل ہونیکی وجہ سے اور بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گئیں ہیں۔ پنڈت کھڑک سنگھ اور پنڈت دیانند صاحب دونوں کو اس چیلنج میں مخاطب کیا گیا تھا۔ مگر وہ بھی ناکام رہے۔ ہمنے اکثر آریوں اور عیسائیوں کو دیکھا ہے کہ وہ بعض مسائل اور احکام جنہیں وہ اپنی الہامی کتب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ان کے ثبوت اور دلائل اپنی ناقص عقل اور تجربہ سے دیتے ہیں۔ اور اپنی الہامی کتابوں سے انہیں دلائل نہیں ملتے۔ اس لئے خجلت اٹھاتے ہیں۔ مگر اپنی طرف سے دلائل دینا تو گویا مردہ کو سہارا دیکر کھڑا کرنا ہے اور اسبات کا اقرار کہ ہماری کتابیں دلائل اور براہین سے بے نصیب ہیں۔

اس زبردست چیلنج کو ٹالنے کے لئے اکثر پادری اور مہاشے اور ایڈیٹ خارج بحث امور اور مسائل پر اعتراض کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ تاکہ پردہ پوشی بنی رہے۔ پس اس مطالبہ کو نظر انداز کر کے اسلام و قرآن شریف پر اعتراض کرنا ایسی حماقت ہوگی۔ جیسے ایسی معقول بحث اور مطالبہ کے دوران میں ہماری طرف سے مسئلہ نیوگ لے بیٹھنا غلطی ہوگی۔ پس اصل مطالبہ کا جواب ہاں اصل مطالبہ کا جواب بحوالہ وید منتر دیا جاوے۔ اور پبلک کو مشکور فرمایا جاوے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

عبد الرحمٰن (مہر سنگھ) عفی عنہ از قادیان

---

[۱] یہ زبردست مضمون جو قرآن شریف کی عظمت اور دوسری سماوی کتب سے اعلیٰ اور برتر ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۸۶ء میں تمام آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں شائع کیا تھا۔ اسے دوبارہ مولوی عنایت اللہ صاحب تاجر کتب قادیان نے چھاپا ہے۔ قیمت ۱ر

# آیۂ وخاتم النبیین کا صحیح مفہوم

## تصدیق احمدیت از مولانائے رومؒ

باخبر اصحاب سے مخفی نہیں ہے۔ کہ جس طرح ہمارے مخالفین عقیدہ ختم نبوت کو آیۂ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے استدلال کرتے ہوئے قرار دیتے ہیں کہ بعد محمد صلعم کے اب آئیندہ ہمیشہ کے لئے باب نبوت و وحی بند ہو چکا ہے۔ اسی طرح احمدی علماء بلحاظ سیاق و سباق و ربط کلام ثابت کرتے ہیں۔ کہ بجائے مطلق ختم نبوت کے اس آیہ سے آنحضرت صلعم کی ذات پر جملہ مراتب کمالات نبوت کا ختم ہونا مراد ہے۔ یعنی آپ ایک نہایت عظیم الشان رسول اور بے نظیر کامل نبی ہیں۔ مختصراً یہ کہ اس آیہ کے پہلے جملہ سے جس طرح پر امت کو مخاطب کرکے آنحضرت صلعم کے جسمانی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ جس سے ایک قسم کی مایوسی اور تشویش پیدا ہو سکتی تھی۔ دوسرے جملہ سے جو حرف لکن کے بعد مذکور ہے۔ اس کی تسلی بخش تلافی یوں کردی۔ کہ آنحضرت صلعم تمہارے روحانی باپ ضرور ہیں اگر تم میں طلب صادق ہے۔ اور محبوب خدا بننا چاہتے ہو۔ تو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلو۔ اور حسب دلخواہ اجر اور انعام پاؤ۔ لیکن ہمارے مخالف ہیں کہ مارے تعصب کے ہماری ہر ایک بات کو خلاف عقیدہ اسلام جانتے ہیں۔ چنانچہ اس عقیدہ ختم نبوت میں بھی وہ جانتے ہیں کہ گویا نعوذ باللہ ہم آیۂ قرآن کے منکر اور نبی کریم صلعم کی شان اور عظمت ختم نبوت میں رخنہ انداز ہوگئے ہیں۔ حاشا و کلا۔

خداوند کریم ہمارے مخالفین کو ہدایت کرے۔ کاش کہ ایسے بدگمانوں کو قرآن و حدیث کے مطالب پر حاوی ہونے کا موقعہ نہیں مل سکا۔ تو اپنے بعض علمائے دین کی تصانیف و ملفوظات پر ہی کم از کم عبور ہوتا تو یقین ہے کہ وہ ناحق ایک دم ہی ہمارے عقاید پر استعدر حیرت زدہ ہو کر سیخ پا و برافروختہ نہ ہوا کرتے۔ مثلاً دیکھئے اسی مسئلہ ختم نبوت اور آیۂ خاتم النبیین کی مولانائے روم رحمتہ اللہ علیہ جیسے مسلم بزرگ نے بھی وہی تشریح ارشاد فرمائی ہے۔ اور پھر بکمال صراحت و وضاحت۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

بہر ایں خاتم شداست او کہ بجود ✤ مثل او نے بود و نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست ✤ نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

یعنی نبی کریم اس لئے خاتم ہوتے ہیں کہ بخشش میں نہ تو ان کی مانند کوئی پہلے ہوا اور نہ آیندہ ہی ہوگا۔ دیکھو جب کوئی کاریگر کسی صنعت میں سبقت لے جاتا ہے۔ تو تم لوگ اسکو یہ کہتے ہو کہ نہیں؟ کہ (بھئی) یہ کاریگری تم پر ختم ہوگئی ہے ؎

در کشاد ختمہا تو خاتمی ✤ در جہان روح بخشان حاتمی

مولانا نے پہلے تو فرمایا تھا کہ حضرت خاتم النبیین صلعم بوجہ فیض رسانی و تکمیل مدارج کمالات روحانی کے خاتم ہیں یہاں فرماتے ہیں کہ طالبان ہدایت کے قلوب پر بوجہ کمی استعداد کے جو مہریں لگی ہوئی تھیں۔ ان مہروں کے کھول دینے میں بھی آپ خاتم ہیں یعنی سب امتوں کے لئے ہادی کامل و اکمل آپ ہیں ✤ اور مردہ دلوں کو روح بخشنے والوں یعنی انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کی دنیا میں آپ بلحاظ عطا و جود و سخائے عام کے حاتم ہیں ؎

صد ہزاراں آفریں بر جان او ✤ بر قدوم و دور فرزندان او

آں خلیفہ زادگان مقبلش ✤ زادہ اند از عنصر جان و دلش

ہزاروں لاکھوں آفریں آپ کی جان پاک پر آپ کی بعثت مبارک اور آپ کے بعد آپ کے روحانی فرزندوں آپ کے شاہزادے بلند اقبال آپ کے عنصر خاکی سے نہیں یعنی اولاد نسبی مراد نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے روح و دل کے پاک عنصر سے پیدا ہوتے ہیں یعنی روحانی اولاد ہیں۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد ؎

گر ز بغداد و ہری یا از رے اند ✤

بے مزاج آب و گل نسل وے اند

شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل است

خم مل ہر جا کہ جوشد ہم مل است

یعنی نسبی اولاد کی طرح یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ فرزندان و خلیفہ زادگان آپ کے ہم وطن ہی ہوں۔ بلکہ خواہ وہ بغداد کے ہوں یا ہرات کی خاک کے یا رے کے باشندے ہوں۔ پانی مٹی کے میل ملاپ کے سوا بھی آپ کی نسل ہیں۔ یعنی روحانی اولاد ہیں۔ دیکھو پھول کی ٹہنی اپنے پھول کے پودہ سے کٹ کر جہاں بھی اُگے گی۔ پھول ہی ہوگی۔ اور شراب کا مٹکا جہاں بھی جوش مارے شراب ہی ہے۔

اسی طرح وہ فرزندان روحانی خواہ کسی ملک و قوم سے کیوں نہ ہوں۔ پھر بھی وہ آپ ہی کی نسب میں شمار کئے جائیں گے ؎

گر ز مغرب بر زند خورشید سر ✤ عین خورشید است نے چیزے دگر

یعنی اگر سورج جو ہمیشہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے مغرب کی طرف سے جا نکلے پھر بھی خورشید ہی ہے۔ نہ کہ کوئی دوسری چیز۔ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ مہدی کا ظہور ہندوستان کفرستان میں کہاں۔ ان کا ظہور تو بیت المقدس یا مدینہ یا مصر میں ہونا چاہیئے۔ وہ مولانا کے ان ابیات شیریں تر از قند و نبات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

دیکھو مثنوی شریف دفتر ششم حکایت سوال کردن سائل واعظ را کہ مرغ۔ بر سر دربار دشہرے نشست الخ صفحہ ۶ مطبوعہ چھاپ قدیم بمبئی ۱۲۶۶ھ

(خادم حسین خادم)

---

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲ ضابطہ دیوانی

## بعدالت جناب لالہ اوتم چند صاحب منصف دیوالی

## درجہ اول ضلع سیالکوٹ

کرم چند ولد جگت رام قوم مہاجن ساکن صالح پور بدگی ✤ بنام ✤ جو ہڑا ولد نتھو قوم ساہنی پیشہ داہی ساکن رنگالہ مدعا علیہ

۶۶۲

۲۲/۵/۵

بنام جو ہڑا ولد نتھو قوم ساہنی پیشہ داہی ساکن رنگالہ مدعا علیہ

ہرگاہ بمقدمہ مندرجہ بالا عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے اس کے برخلاف اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور روز ۲۲/۱۲ کو بوقت ۱۰ بجے صبح کے حاضر عدالت ہو کر جوابدہی و پیروی مقدمہ کی نہ کریگا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کیجاویگی۔ ۱۲/۱۱

(مہر عدالت)

# ہندوستان کی خبریں

**کلکتہ میں گولی چلی** - ایک تازہ تار خبر ہے کہ ہوڑہ (کلکتہ) میں خلافت کمیٹی کا جلسہ کیا گیا جس میں بندے ماترم اور اللہ اکبر کے نعرے بعد ازاں ... لگائے گئے۔ پولیس نے جلسہ والوں سے جلسہ منتشر کرنے کے لئے کہا۔ اس بات کو اہل جلسہ نے نہیں مانا۔ بلکہ پولیس پر پتھر پھینکے گئے۔ اس لئے جواب میں پولیس نے فیر کئے۔ ایک پولیس والا مر گیا۔ اور دو زخمی ہوئے۔ ایک مسلمان جو زخمی ہوا تھا بعد میں مر گیا۔ خلافت والوں کے نقصان کا ابھی صحیح پتہ نہیں لگا۔ اس سلسلہ میں ۹ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔

**سیٹھ یعقوب حسن کو** **دو سال سزائے قید** تنجور - ۱۸ نومبر آج تنجور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر ایچ جی پار پرے آئی سی ایس نے سیٹھ یعقوب حسن کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے - اور انھیں بغاوت کے جرم میں ۲ سال قید محض کی سزا دی۔

**دربار صاحب امرتسر کی کنجیاں** **گورنمنٹ نے لے لیں** ۷ نومبر - ۳ بجے سہ پہر لالہ امرناتھ ای اے سی - کوتوال - کورٹ انسپکٹر اور پولیس کے دیگر باوردی آدمیوں کے ساتھ سردار سندر سنگھ رام گڑھیا کے مکان پر جو شرومنی گوردوارہ کمیٹی کے وائس پریذیڈنٹ اور امرتسر کے گوردواروں کے سربراہ ہیں۔ آئے اور انھیں حکم دیا کہ مقامی گوردواروں کی تمام کنجیاں حوالہ کر دیں - سردار صاحب نے اس خیال سے کہ ان کے مکان کی تلاشی نہ ہو۔ میز کے ایک خانہ کی طرف اشارہ کیا۔ جس میں سے سرکاری آدمیوں نے ۵۳ کنجیاں جو دربار صاحب اکال تخت - بابا اٹل اور ترنتارن کے متعلق تھیں نکال لیں۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا ایک ضروری جلسہ منعقد کیا گیا ہے - جونہی کہ کورم پورا ہو گا - جلسہ کی کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

**سزائے موت** **منسوخ کی جائے** قانونی کونسل کے آئندہ اجلاس میں ایک ریزولیوشن پیش ہو گا - کہ پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ جنہیں حاسیان قطع تعلق بھی شامل ہیں۔ ایسا سلوک کیا جائے - جیسا انگلستان میں پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ ہوتا ہے - اور دوسری تجویز اس مطلب کی بھی پیش ہو گی کہ سزائے موت منسوخ کر دی جائے۔

**آل انڈیا ہندو کانفرنس کا جلسہ** **ہندوستان میں فوجی ملازمت کا ... گناہ ہے** **غیر معمولی جوش** آل انڈیا ہندو سبھا کا خاص اجلاس سرگرمی کے ساتھ بمقام دہلی ہوا۔ دس ہزار سے زیادہ مجمع تھا۔ حکیم اجمل خاں صاحب چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے ڈیلیگیشن کا خیر مقدم کہتے ہوئے بڑی مؤثر تقریر کی پنڈت موتی لال نہرو کی تحریک سے لالہ لاجپت رائے صدر جلسہ ہوئے۔

دوسرے اجلاس میں چند ریزولیوشن پاس ہوئے جن میں سے ایک یہ ہے کہ چونکہ ہر سال چھاؤنیوں میں کئی لاکھ گائیں ماری جاتی ہیں اس سبھا کی رائے میں ہندوؤں کے لئے فوج یا پولیس میں خصوصیت سے اور دیگر سرکاری محکموں میں عام طور پر ملازمت کرنا مہا پاپ ہے۔

**لارڈ سنہا کے مستعفی ہونے کی توقع** پٹنہ - ۸ نومبر - لارڈ سنہا پھر علیل ہو گئے ہیں اور آج رات کو قلیل رخصت پر جا رہے ہیں - یقین کیا جاتا ہے کہ اگر ان کی صحت درست نہ ہوئی تو وہ بہت جلد مستعفی ہو جائیں گے۔

**مسٹر گاندھی لاہور میں** ۹ نومبر کی صبح کو مسٹر گاندھی میاں میر کے سٹیشن پر اتر کر بذریعہ موٹر لاہور پہنچے اور لالہ لاجپت رائے کی کوٹھی پر مقیم ہوئے۔ آپ کے ہمراہ مولوی آزاد سبحانی بھی تھے۔ دن کے ڈیڑھ بجے آپ کا جلوس نکلا۔ لنگے منڈی میں آپ نے عورتوں کے مجمع میں تقریر کی اور شام کو بریڈلا ہال میں پنجاب نیشنل کالج کا جلسہ تقسیم اسناد ہوا۔ مسٹر گاندھی نے سندات تقسیم کیں۔ اور ایک تقریر بھی کی۔ دوسرے دن ۱۰ نومبر کو شام کے سات بجے موچی دروازہ کے باہر علی برادران وغیرہ کو مبارکباد دینے کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حسب بیان بندے ماترم ایک لاکھ آدمی جمع تھے اس جلسہ کے صدر لالہ لاجپت رائے تھے۔ مبارکباد کا ریزولیوشن آغا صفدر صاحب نے پیش کیا۔ اس کی تائید مسٹر گاندھی نے تقریر کی اور یہ بھی کہا کہ دن دہاڑے مرد اور عورت بلکہ جاؤ اور لارڈ ریڈنگ کے سپاہیوں کو دھمکا دو وہ تمہاری چیزیں چھین لیں۔ جو ... بھی جائے - یہاں سے فارغ ہو کر آپ میں سٹیشن پہنچ کر احمد آباد کی گاڑی میں سوار ہو گئے۔

**مصیبت زدگان مالابار کی امداد** **وائسرائے کی امداد** مدراس - ۱۸ نومبر - وائسرائے نے گورنر مدراس کو لکھا ہے کہ میں مصیبت زدگان مالابار کی امداد کے لئے دو ہزار روپیہ دوں گا۔

**اصلاحات کی وجہ سے ریٹائر** دہلی - ۸ نومبر گورنمنٹ ہونیوالے سرکاری ملازم ہند کے گزٹ کے ایک خاص پرچہ میں وزیر ہند کی ایک سکیم شائع ہوئی ہے - جس میں پنشن وغیرہ کے متعلق وہ شرائط درج ہیں - جن پر ان سرکاری ملازموں کو ریٹائر ہونے کی اجازت دی جائے گی - جو آئینی اصلاحات کے رائج ہونے کی وجہ سے مستقل طور پر علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔

**ڈسکہ کا غیر سرکاری صدر** حکومت پنجاب (وزارت تعلیم) نے چوہدری نصر اللہ خاں صاحب ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کی نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کا غیر سرکاری صدر مقرر کیا ہے۔

**سول نافرمانی کا آغاز** **ضلع سورت میں ہو گا** اس بات کا قطعی فیصلہ ہو گیا ہے - کہ مسٹر گاندھی پنجاب کا دورہ ختم کر کے تعلقہ بردولی ضلع سورت میں سول نافرمانی کا آغاز کریں گے - جو لوگ ان کے ساتھ شامل ہو کر تکلیف برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہیں - وہ ایک عہد نامہ پر دستخط کر کے تیار ہو رہے ہیں۔

**اورنگ زیب عالمگیر کی ایک یادگار** دہلی - ۱۰ نومبر - حال ہی میں پتھر کا ایک برتن دستیاب ہوا ہے - جو ایک قطعہ سنگ سے تراش کر بنایا گیا ہے اس میں چالیس گیلن تک پانی آسکتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ جب شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر سفر پر ہوتا تھا - تو یہ برتن پانی مقطر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا - اس پر حروف "سنگ صافی" کندہ ہیں۔ جب اسے پانی میں رکھا جاتا ہے - تو اس کے بہین سوراخوں میں سے صرف مصفا پانی گذر سکتا ہے - اور جب ایک دفعہ پانی برتن میں چلا جاتا ہے - تو سوراخوں میں سے دوبارہ باہر نہیں نکل سکتا - محکمہ آثار قدیمہ کے مولوی ظفر حسین صاحب نے یہ تعجب انگیز "سنگ صافی" دہلی کے عجائب خانہ میں رکھوا دیا ہے۔

**دربار صاحب امرتسر کا عارضی انتظام** پنجاب گورنمنٹ نے ایک اطلاع شائع کی ہے کہ آنریری کپتان سردار بہادر سردار بہادر سنگھ ساکن جاروڑی ضلع لاہور کو اس وقت تک کے لئے گورنمنٹ نے دربار صاحب امرتسر کا منیجر مقرر کر کے کنجیاں ان کے حوالہ کر دی ہیں۔ جب تک کہ کوئی عدالت مجاز مقدمہ کا فیصلہ کرے۔

**ریلوے ہڑتال کی تیاریاں** ۱۳ تاریخ بروز اتوار دوپہر کے وقت پانچ چھ ہزار ملازمان ریلوے کا ایک جلسہ موچی دروازہ کے باہر آئندہ ریلوے ہڑتال کے متعلق غور کرنے کیلئے منعقد ہوا۔ مسٹر ملر نے تجویز کی کہ ہم اپنے آج کے جلسہ کا صدر کسی بڑے آدمی کو نہیں بلکہ ایک چھوٹے آدمی کو بنانا چاہتے ہیں۔ اس پر ایک معمولی سے شخص کو کرسی صدارت پیش کی گئی۔ مسٹر ملر نے لوگوں کو ہڑتال کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ امید دلائی کہ اب کی ہڑتال صرف نارتھ ویسٹرن ریلوے کی ہڑتال ہی نہ ہوگی۔ بلکہ تمام ریلوے لائنوں کی ہڑتال ہوگی۔ بلکہ کوئلہ کی کانوں کے مزدور بھی اس میں ان کے ساتھ شریک ہوں گے۔

**مسلم لیگ کی صدارت سے انکار** کلکتہ ۱۲ نومبر۔ مولوی ابوالکلام صاحب آزاد نے سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کو لکھا ہے کہ میں لیگ کی کونسل کے ممبروں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے لیگ کے آئندہ اجلاس کا صدر منتخب کیا ہے۔ لیکن میں بعض وجوہات سے اس عزت کو قبول نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں کونسل سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اس اعزاز سے محروم رکھا جائے۔ اور میری بجائے کسی اور صاحب کو صدر منتخب کر لیا جائے۔ خود مولوی ابوالکلام صاحب نے مسٹر مظہر الحق کا نام تجویز کیا ہے۔

**سکھ ممبران کونسل سے مستعفی ہونے کا مطالبہ** امرتسر ۱۱ نومبر۔ گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ پنجاب کونسل اور لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر سکھ اس حکم کے موصول ہونے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر ممبری سے مستعفی ہو جائیں ورنہ انکو تنخواہ دار قرار دیا جائیگا۔

# غیر ممالک کی خبریں

**جاپانی وزیر اعظم کا قتل** ٹوکیو ۴ نومبر۔ مسٹر ہاراکاشی (?) وزیر اعظم جاپان آج شام کو ٹوکیو اسٹیشن پر قتل کر دیئے گئے اور اس کا قاتل گرفتار ہو گیا ہے۔

**ترکی فرانسیسی معاہدہ پر برطانیہ کی تشویش** لنڈن ۴ نومبر۔ دفتر خارجہ فرانسیسی ترکی عہدنامہ پر غور کر رہا ہے اور اس کی بعض دفعات کو تشویش کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔

**جاپانی وزارت نے استعفاء دیدیا** شنگھائی ۱۳ نومبر۔ ٹوکیو کے ایک تازہ تار میں مرقوم ہے کہ جاپانی وزارت نے استعفا دیدیا۔

**شام میں زبردست جنگ** پیرس ۱۰ نومبر۔ جنرل گورو کی رپورٹ ہے۔ کہ فرانسیسی دستہ جدودں سے قصبہ دریش (?) زدہ کو آزاد کرنے میں بالکل کامیاب رہا ہے۔ سخت جنگ کے بعد غنیم کی خندق والی چوکیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور غنیم کو نقصان عظیم اٹھا کر دریائے فرات کے پار بھاگ جانا پڑا۔ فرانسیسی لشکر کے ۱۸ قتل اور ستر زخمی ہوئے۔ ابراہیم پاشا کی سرکردگی میں کردوں نے فرانسیسیوں کی اس فتح میں شاندار مدد کی اور مشرق کی جانب شام کی ضمانت کا یقین دلاتے ہیں۔

**انور پاشا سرحد افغانستان پر** شملہ ۸ نومبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کا خاص نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ سرحد پار افواہ مشہور ہے۔ کہ انور پاشا آجکل روسی ترکستان میں کسی جگہ ہیں۔ چونکہ مصطفےٰ کمال پاشا اور انور پاشا میں دیرینہ عداوت ہے۔ اس لئے مصطفےٰ پاشا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ انور پاشا کو روسی علاقہ سے نکال دیا جائے۔ انور پاشا نے بھی مسلمانوں کے ساتھ روسیوں کی بدسلوکی کے خلاف اظہار ناپسندیدگی کر کے روسی حکام کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ اب یقین کیا جاتا ہے کہ وہ سرحد افغانستان کی طرف آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاکہ افغانستان میں پناہ گزیں ہو جائیں۔

**ترکی فوج کے فرانسیسی افسر** لنڈن ۱۴ نومبر۔ کہتے ہیں کہ کمالیوں اور فرانسیسیوں کے درمیان ایک خفیہ قرارداد کا حال کھلنے سے اور دلچسپی سے جو یہ ہے کہ ترکوں کی ۵۰ ہزار جندارمہ کے افسر فرانسیسی ہوں گے۔ حالانکہ عہدنامہ سیورے کی رو سے کل اسی قدر مسلح فوج رکھنے کی ترکی کو اجازت دی گئی ہے اور جس میں یہ شرط ہے کہ ہر ایک متعلقہ طاقت افسروں کی تعداد بہم پہنچائے گی۔

**ہندوستان کی بے چینی پر دارالعوام میں پیش ہونیوالی قرارداد** سر ولیم جائنسن ہکس اور ان کے ساتھ ۳۰ دیگر اصحاب نے دارالعوام کے آئیندہ اجلاس میں حسب ذیل قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ دارالعوام کا یہ اجلاس ہندوستان کی موجودہ بدامنی کو نہایت ہی تشویش انگیز نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ اس بدامنی کو دور کرنے کے لئے کوئی فوری کارروائی کرے۔ سر ولیم مسٹر مانٹیگو سے اس امر کا مطالبہ کریں گے کہ وہ مندرجہ بالا قرارداد پر بحث ہونے کیلئے کوئی دن مقرر کریں۔

**معاہدہ فرانس و انگورہ کا برطانیہ کو پہلے ہی علم تھا** لنڈن ۹ نومبر۔ پیرس کا تار مظہر ہے کہ ایک نیم سرکاری بیان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ فرانس و انگورہ کا معاہدہ کوئی نیا معاہدہ نہیں نیز اس معاہدہ کا برطانی گورنمنٹ کو پہلے سے علم تھا۔ یہ معاہدہ وہی معاہدہ ہے جسکا مضمون ماہ اپریل سے برطانوی گورنمنٹ کے پاس ہے۔ البتہ اس معاہدہ میں بعض غیر اہم ترمیمات ہو گئی ہیں۔ یہ معاہدہ معاہدہ سیورے کے خلاف نہیں کیونکہ موخر الذکر تو اسی وقت کالعدم ہو گیا جبکہ اتحادیوں نے انگورہ گورنمنٹ کو لنڈن کانفرنس میں مدعو کیا۔

**۱۹۱۹ء کا انگریزی و ترکی معاہدہ** لنڈن ۹ نومبر۔ رائٹر کا خاص تار بیرس کا تار مظہر ہے کہ معاہدہ فرانس و انگورہ کے متعلق انگریزی و فرانسیسی اخبارات میں جو اختلاف رائے پیدا ہو گیا ہے اسی سلسلہ میں فرانس کے اخبار ماتاں میں [illegible] سلاجر کی ایک چٹھی شائع ہوئی ہے۔ جسمیں ا

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس مشین قادیان میں چھپکر مالکان کیطرف سے شائع ہوا)